Regd No P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ہفت روزہ **بدر قادیان**

جلد ۱۷

شمارہ ۲۹

شرح چندہ
سالانہ آٹھ روپے
ششماہی چار ″
ممالک غیر ۱۵ ″
فی پرچہ ۱۵ پیسے

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر خورشید احمد انور

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ | ۱۸ وفا ۱۳۴۷ ہجری شمسی | ۱۸ جولائی ۱۹۶۸ء

اخبار احمدیہ

قادیان - ۱۶ وفا - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۱۱ وفا کی رپورٹ مظہر ہے کہ گرمی کا اثر ابھی باقی ہے۔ ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام سے دعا کرتے رہیں

ربوہ - ۱۱ وفا - حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی عام طبیعت تو پہلے سے بہتر ہے لیکن ضعف کی تکلیف میں تا حال کوئی افاقہ نہیں۔ کمزوری بہت محسوس فرماتی ہیں احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ کو اپنے فضل سے کامل و عاجل شفا بخشے اور آپ کی عمر میں بے انداز برکت ڈالے آمین۔

قادیان - ۱۶ وفا - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ

ہفتہ زیر اشاعت میں ایک زوردار بارش ہونے سے گرمی کی شدت کم ہو گئی ہے

مسیحِ ناصری ؑ کے کفن کی سائنسی تحقیقات

آیاتِ سماویہ کی ایک کڑی!

حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کی علامات میں سے ایک یہ علامت بیان فرمائی تھی کہ وہ کسرِ صلیب کرے گا۔ اگرچہ ایک لمبے عرصہ تک یہی سمجھا جاتا رہا کہ شاید آنے والا مسیح عیسائیوں کی وہ صلیبیں جو وہ اپنے گلے میں لٹکاتے ہیں یا جو گرجوں کے دروازوں پر نصب کی جاتی ہیں توڑتا پھرے گا اور ایک ملک سے دوسرے ملک اور ایک شہر سے دوسرے شہر اس کام کی تکمیل کے لئے گھومتا پھرے گا لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر کسرِ صلیب کی یہ تشریح بیان فرمائی کہ آنے والے مسیح کے ذمہ جو یہ کام رکھا گیا تھا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ براہین قاطعہ سے یہ ثابت کر دکھائے گا کہ مسیح ناصری صلیب پر فوت نہیں ہوئے تھے اور اس طرح عیسائیوں کا عقیدہ جسے وہ کفارہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور جو گناہ پر دلیری پیدا کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر ثابت ہوا ہے سراسر غلط ثابت ہو جائے گا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنی کتاب ”کتاب البریہ“ میں فرماتے ہیں:-

”اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کو کیونکر اور کن وسائل سے کسرِ صلیب کرنا چاہیئے کیا جنگ اور لڑائیوں سے جس طرح ہمارے مخالف مولویوں کا عقیدہ ہے؟ یا کسی اور طور سے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مولوی لوگ (خدا ان کے حال پر رحم کرے) اس عقیدے میں سراسر غلطی پر ہیں مسیح موعود کا منصب ہرگز نہیں ہے کہ وہ جنگ اور لڑائیاں کرے بلکہ اس کا منصب یہ ہے کہ حجج عقلیہ اور آیات سماویہ اور دعا سے اس فتنہ کو فرو کرے یہ تین ہتھیار خدا تعالیٰ نے اس کو دئے ہیں۔ اور تینوں میں ایسی اعجازی قوت رکھی ہے جس میں اس کا غیر ہرگز اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ آخر اس طور سے صلیب کو توڑا جائے گا۔ یہاں تک کہ ہر ایک محقق نظر سے اس کی عظمت اور بزرگی جاتی رہے گی اور رفتہ رفتہ توحید قبول کرنے کے لئے وسیع دروازے کھلیں گے۔ یہ سب کچھ تدریجاً ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سب کام تدریجی ہیں۔ کچھ ہماری حیات میں ہوگا اور کچھ بعد میں ہوگا۔“

(کتاب البریہ صفحہ ۲۶۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسرِ صلیب کے دلائل دیتے ہوئے فرمایا:-

”مجھ سے پہلے یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی ارادہ کیا کہ ناحق مجرم ٹھہرا کر سولی دلا دیں مگر خدا کی قدرت دیکھو کہ کس طرح اس نے اپنے مقبول کو بچا لیا۔ اس نے پلاطوس کے دل میں ڈال دیا کہ یہ شخص بے گناہ ہے۔ اور فرشتہ نے خواب میں اس کی بیوی کو ایک رعب ناک نظارہ میں ڈرایا کہ اس شخص کے مصلوب ہونے میں تمہاری تباہی ہے پس وہ ڈر گئی اور اس نے اپنے خاوند کو اس بات پر مستعد کیا کہ کسی حیلہ سے مسیح کو یہودیوں کے بد ارادے سے بچالے۔ پس اگرچہ وہ بظاہر یہودیوں کے آنسو پونچھنے کے لئے صلیب پر چڑھایا گیا لیکن وہ قدیم رسم کے موافق نہ تین دن صلیب پر رکھا گیا جو کسی کے مارنے کیلئے ضروری تھا اور نہ ہڈیاں توڑی گئیں بلکہ یہ کہہ کر بچا لیا گیا کہ ”اس کی تو جان نکل گئی“؟ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا۔ تا خدا کا مقبول اور راستباز نبی جرائم پیشہ کی موت سے مر کر یعنی صلیب کے ذریعہ سے جان دے کر اس لعنت کا حصہ نہ ہوے جو روز ازل سے ان شریروں کے لئے مقرر ہے جن کے تمام تعلقات خدا سے ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور در حقیقت جیسا کہ لعنت کا مفہوم ہے وہ خدا کے دشمن اور خدا ان کا دشمن ہو جاتا ہے پس کیونکر وہ لعنت جس کا یہ ناپاک مفہوم ہے ایک برگزیدہ پر وارد ہو سکتی ہے۔ اسواسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے۔“

(کتاب البریہ صفحہ ۷)

دلائل اور براہین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسرِ صلیب کے تین ہتھیاروں میں سے ایک ہتھیار قرار دیا تھا۔ اس کے علاوہ دو ہتھیار جن کا حضور نے ذکر فرمایا آیاتِ سماویہ اور دعا تھے۔ حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کسرِ صلیب کا کام تدریجاً ہوگا اور یہ ”کچھ ہماری حیات میں اور کچھ بعد میں ہوگا۔“

(باقی صفحہ نو پر)

قادیان میں جماعت احمدیہ کا ستترواں جلسہ سالانہ

بتاریخ ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے آیندہ جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخیں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔

لہذا جملہ برادران امراء کرام و عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلغین کرام سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ ہر دوست کو علم ہو جائے اور احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں ۶-۷-۸ صلح ۱۳۴۸ ہجری شمسی یعنی ۶-۷-۸ جنوری ۱۹۶۹ء کی تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرما کر اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکت سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مالک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا - پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان ❖ مورخہ ۱۸ر وفا ۱۳۴۷ ہش

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے انسانیت کو کیا دیا؟

(۲)

قبل اس کے کہ ہم اپنے سابقہ مضمون کے تسلسل میں مزید کچھ کہیں ہم قارئین کرام کی توجہ اس تازہ خبر کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں جو اسی ہفتے اخبارات میں شائع ہوئی جس سے ہماری سابقہ بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ پوری خبر ملاحظہ ہو:۔

”لندن ۱۰ رجولائی۔ واشنگٹن یونیورسٹی کے ایک مشہور سائنسدان پروفیسر بیری کامنر نے سنڈے ٹائمز کے نمائندے سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ انسان کی جہالت، اور غرض مندیوں نے اس سے سائینس کے ذریعہ اتنی بڑی بڑی غلطیوں کا ارتکاب کروایا ہے کہ اس کی زندگی کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ جنمو مبینہ سے ریڈیائی دھول اور کرم کش ادویات محلِ نظر ہیں۔ اور یہ معاملہ اس حد تک پہونچنے والا ہے کہ زمین اپنے منفر اثرات کو جذب کرنے کے قابل نہیں رہے گی۔ ہمیں اپنی تخلیقی قوتوں سے کام لے کر تباہ کاریوں کی بنیاد نہیں رکھنی چاہیئے۔ یہ بات طے ہے کہ ”سائینس کے پاگل پن“ سے زمین کی کوئی مخلوق محفوظ نہیں رہ سکتی۔“ (الجمعیتہ دہلی ۱۱ر جولائی ۱۹۶۸ء صفحہ ۳)

اس واضح اعتراف کے بعد بھی کوئی سائنٹفک علوم کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے تو یہ اس کی بہت بڑی بھول ہے۔ سائنسدان مذکور کا کہنا بالکل صحیح اور درست ہے کہ انسان کی جہالت اور غرض مندیوں نے ہی اس سے سائینس کے ذریعہ ہیبت ناک غلطیوں کا ارتکاب کرایا۔ اگر سائینٹفک علوم ہی سب کچھ ہوتے تو حیرت ہے کہ ایسے علوم و فنون کا شب و روز چرچا انسان کی جہالت اور اس کی خود غرضیوں کو دور نہ کر سکا۔ بلکہ جوں جوں ان علوم و فنون میں انسان نے ترقی کی اس کی خود غرضیاں زیادہ بھیانک شکل میں مطلب براری کی خاطر اس کے سامنے آتی چلی گئیں۔ اور آج جبکہ یہی علوم اپنے نقطۂ عروج پر ہیں تو دوسری طرف ان ہی کی وجہ سے انسانی زندگی ایک بڑے خطرہ کے منہ میں پہنچ گئی ہے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو اس وقت دنیا اسی خود غرضی اور مالی جلب منفعت ہی کے نقطہ کے گرد گھوم رہی ہے۔ اور جس شخص کی نگاہ میں ایسی وسعت نہیں جو انسانیت کے سب پہلوؤں پر حاوی ہو کر ان گوشوں کی نشاندہی کر سکے جو مالی جلبِ منفعت یا اپنی ہی مخصوص اغراض کو پورا کرنے کے سوا ان بلکتی اور سسکتی جانوں کے احساسات کا بھی اندازہ کر سکے۔ ایسا شخص یقیناً موجودہ ایجادات اور علوم و فنون کی ترقی کو اسی انداز سے دیکھے گا جیسے اخبار الجمعیتہ کے مستشرق نے دیکھا۔ مگر اسی کے ساتھ ساتھ ایسے زیرک اور باریک بین افراد کی بھی کمی نہیں جن کی نگاہیں ان سطحی خیالات سے اوپر اٹھ کر انسانیت کے اصل جوہر پر ٹھہرتی ہیں ان کی نظر میں انسانیت کا اصل جوہر اس کا نافع الناس بننا ہے۔ اور یہ بات تو ظاہر ہی ہے کہ انسان کا اپنا وجود دیگر بنی نوع انسان کے لئے اسی وقت نفع بخش ہو سکتا ہے جب جہالت کے پردوں سے نکل کر علم و عرفان کے بلند مینار پر بیٹھے اور خود غرضی کو چھوڑ کر ایثار و قربانی کو اپنا دستور العمل بنا لے۔ اس عظیم القدر تبدیلی کے لئے علوم ظاہریہ بے بس ہیں۔ اس کے لئے تو ان باطنی علوم کی ضرورت ہے جن کا تصرف انسان کے دل پر ہوتا ہے۔ اور دلی خیالات کی تبدیلی ہی سے انسان وہ کچھ کر سکتا ہے جس کی انسانیت کو حقیقی ضرورت ہے۔ اور یہ کام ان روحانی مصلحین کے ذریعہ انجام پاتا ہے جن کو ایک ظاہر بین معمولی انسان خیال کرتا ہے۔ حالانکہ یہی وہ مبارک وجود ہوتے ہیں جو حقیقی معنوں میں انسانیت کے جوہر شناس کہلانے اور نوعِ انسان کے سچے ہمدرد ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے انبیاء، مامورین اور روحانی مصلحین اسی غرض کے لئے مبعوث ہوتے ہیں کہ دنیا والوں کے دلوں کی صفائی کریں۔ ان کی اندرونی کدورتوں کو رفع کر کے ایک نئی برادری قائم کریں تا دنیا حقیقی معنوں میں امن کا گہوارہ بن جائے۔ اسی مقدس زمرہ کے سرتاج سید الابرار فخرِ موجودات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق من احسن الی عیالہ کہ تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے اس لئے جو شخص خدا کے کنبہ کے افراد کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہے وہی اس کی نگاہ میں زیادہ محبوب اور پیارا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی محبوبیت کوئی ایسی بات نہیں جو ان آنکھوں کے ساتھ مادی دنیا میں دیکھی جائے۔ وہ تو اپنے اثرات کے ساتھ پہچانی جاتی ہے اور بڑا گہرا اثر وہ ہوتا ہے جو بنی نوع انسان کے دلوں پر اس شخص کے حسنِ سلوک کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے جو بلا غرض دوسروں کی بھلائی کے لئے کوشش کرتا ہے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ دنیا میں امن نہ تو ایٹم قائم کر سکتے ہیں اور نہ بہتر اسکیموں کے ذخیرے دلوں سے نفرت اور خود غرضی کی میل دھو سکتے ہیں۔ بلکہ یہ کام تو انہی وجودوں کے ذریعہ پورا ہوگا جو اسی غرض سے دنیا میں بھیجے جاتے ہیں اور دلوں کو جوڑتے اور نئے سرے سے باہمی محبت و الفت کا رشتہ قائم کرتے ہیں۔ ہر زمانہ میں دنیا اس کے نمونے دیکھ چکی ہے اور اب بھی اسی طرح ہوگا۔ یہ اس قادر مطلق خدا کا فیصلہ ہے جس نے وقت کی ضرورت کے مطابق محض اصلاحِ خلق کے لئے سرزمین ہند میں بھی اسی طرح کا وجود بھیجا جس نے اپنی آمد کی غرض بتاتے ہوئے اعلان کیا کہ

”میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں ان تمام باتوں کا مخالف ہوں کہ دین کے لئے تلوار اٹھائی جائے اور مذہب کے لئے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دور کر دوں اور پاک اخلاق اور بردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی طرف ان کو بلاؤں ـــــ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات واضح کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوعِ انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔“

اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔

”میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچا خدا** اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا۔ اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا۔ اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گزرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے میں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے ان کے گھر بھر جائیں

(باقی صفحہ ۵ پر)

اپنی زندگی غربت و مسکینی میں بسر کرو

ملفوظات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہماری جماعت یہ غم کل دنیوی غموں سے بڑھ کر اپنی جان پر لگائے کہ ان میں تقویٰ ہے یا نہیں اہلِ تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے اور ایسا ہی کبھی خود غضب عُجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہوگا جب انسان اپنے کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں۔ یا ایک دوسرے پر غرور کریں۔ یا نظرِ استخفاف سے دیکھیں خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے اور چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے اس کی دلجوئی کرے۔ اس کی بات کی عزت کرے کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لا دے کہ جس سے دکھ پہونچے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات آیت ۱۲) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو یہ فعل فساق و فجار کا ہے جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہوگا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۴ - ۳۵)

خطبہ جمعہ

مذہب کی اصل غرض اعمال کی اصلاح ہے اور یہ اصلاح کوشش اور محنت کے بغیر کبھی نہیں ہو سکتی

اپنے اعمال میں ایسی اصلاح کرو کہ دیکھنے والا یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ ان کے اور دوسروں کے ایمان میں نمایاں فرق ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمودہ ۲۶ رجون ۱۹۵۳ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
میں گزشتہ کئی ہفتوں سے ربوہ کے لوگوں کو خصوصاً اور تمام احمدیہ جماعت کو عموماً اس طرف

توجہ دلا رہا ہوں

کہ مذہب کی آخر کوئی غرض ہوتی ہے۔ مذہب اصلاحِ نفس کے لئے آتا ہے عقاید پر بیوقوف لوگ زیادہ لڑتے ہیں حالانکہ عقاید کا ماننا کوئی خرچ نہیں چاہتا۔ لوگ بڑی سے بڑی بات مان لیتے ہیں اور بڑی سے بڑی بات کا انکار کر دیتے ہیں۔ مگر اس پر ان کا کوئی خرچ نہیں آتا۔ ایسے لوگ دنیا میں موجود ہیں جو ذرا سا اشتعال دلانے پر کہہ دیتے ہیں ہم نہیں جانتے خدا تعالےٰ کیا چیز ہے۔ ہم نہیں جانتے رسول کیا چیز ہے۔ ہم نہیں جانتے قرآن کریم کیا چیز ہے۔ پھر وہ لوگ بھی موجود ہیں جو معمولی سا لالچ دلانے پر اپنا مذہب تبدیل کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں میرے پاس اس قسم کے اکثر خطوط آتے رہتے ہیں کہ احمدیت بڑی اچھی چیز ہے۔ میں اس پر ایمان لا چکا ہوں مگر آپ جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے انسان کے ساتھ کھانا پینا بھی لگایا ہوا ہے اگر میں احمدی ہو جاؤں تو آپ کیا دیں گے۔ ایسا شخص دوسروں کے ورغلانے سے یا اپنے باطنی گند کی وجہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ اگر مجھے کچھ پیسے مل جائیں تو میں اپنا مذہب بدل لوں۔ پس دنیا میں چھوٹی چھوٹی چیزوں کے لئے بعض بڑی بڑی چیزیں چھوڑ دی جاتی ہیں۔ اسی طرح بعض بڑی بڑی چیزیں کسی قربانی کے بغیر لوگ قبول کر لیتے ہیں مثلاً خدا تعالےٰ کی ہستی کو لے لو

خدا تعالیٰ کی ہستی کتنی بڑی ہے

لیکن اگر ہم یہ سوچیں کہ خدا ہے یا خدا ایک ہے تو اس میں ہاتھ ہلانے زبان ہلانے یا روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی یونہی دل میں خیال آیا اور مان لیا۔ لیکن اس کے مقابلہ پر پانی پینے کے لئے کتنی حرکت کرنی پڑتی ہے اگر کسی شخص نے پانی پینا ہے اور اس کے پاس اس کا کوئی نوکر یا رشتہ دار موجود نہیں تو اسے کوزہ پانی کا ہاتھ میں پکڑنا پڑتا ہے پھر کھڑا ہو کر اسے اٹھانا پڑتا ہے۔ پھر مٹکے سے بھرنا پڑتا ہے پھر پانی ہونٹوں تک اٹھا کر لے جانا پڑتا ہے پھر اسے ہونٹوں سے لگانا پڑتا ہے۔ پھر ہونٹوں میں کشش پیدا کرنی پڑتی ہے تا کہ وہ پانی کو منہ کے اندر لے جائیں پھر گلے میں حرکت پیدا کرنی پڑتی ہے کہ وہ پانی کو معدہ میں لے جائے۔ اتنی کوشش کے بعد ہم ایک کوزہ پانی پیتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ کو خالق و مالک ماننے میں ہمیں اس کا ہزارواں حصہ بھی حرکت نہیں کرنی پڑتی پس

عقاید کا ماننا

اور انہیں چھوڑنا کوئی کوشش اور محنت نہیں چاہتا۔ وہ لوگ بیوقوف ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نے بعض عقاید کو مان لیا ہے ہمیں عمل کی ضرورت نہیں۔ عقاید سے بڑی چیز بھی دنیا میں کوئی نہیں۔ لیکن ماننے کے لحاظ سے ان سے چھوٹی چیز بھی دنیا میں کوئی نہیں۔ کیونکہ ان کے لئے کوئی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔ بے شک جو لوگ ان عقاید کو نہیں مانتے ان تک پہنچنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ساری کوششیں محض اس لئے ہوتی ہیں کہ انسان صداقت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اگر انسان صداقت کو ماننے کے لئے تیار ہو جائے تو اس کے لئے کسی مبلغ اور سمجھانے والے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ خود ہی صداقت پر ایمان لا سکتا ہے لیکن

عمل کا حصہ

چاہے کتنا چھوٹا ہو اس کے لئے کوشش اور محنت کی ضرورت ہوتی ہے اور بعض دفعہ دوسرے شخص سے مدد بھی لینی پڑتی ہے مثلاً ایک شخص بیمار ہے تو اسے ایک کوزہ پانی کے لئے بھی دوسرے شخص کی مدد کی ضرورت ہے۔ یا اگر وہ پیشاب اور پاخانہ کرنا چاہتا ہے۔ اور وہ چل کر دوسری جگہ نہیں جا سکتا تو اسے پیشاب اور پاخانہ کرنے کے لئے ایک یا دو آدمیوں کے سہارے کی ضرورت ہوگی۔ لیکن

خدا کو ایک ماننے

کے لئے کسی سہارے اور قربانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ دنیا کو جو چیز نظر آتی ہے وہ تمہارے اعمال ہیں۔ اگر تم میں دیانت نہیں پائی جاتی۔ کسی چیز کو واپس دینے میں تم بہانے بناتے ہو کسی کو سودا دینے لگتے ہو تو کم تول دیتے ہو تو تمہیں ہر شخص دیکھتا ہے اور تمہارے متعلق فیصلہ کرتا ہے کہ تمہارے اندرونے کی کیا حالت ہے دنیا کے لئے تم کس حد تک مفید ہو یا مضر ہو۔ آخر

دو ہی صورتیں ہیں

کچھ لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ سارا جھگڑا پیٹ کا ہے۔ اگر روٹی مل جائے تو سب کچھ ہے۔ مثلاً کمیونسٹ ہیں۔ انہوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ ہماری اصل غرض پیٹ کا بھرنا ہے۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ خدا ہے، نبی ہے یا کوئی کتاب ہے۔ ان کے نزدیک عقاید خوبصورت نظریات کے سوا اور کچھ نہیں۔ انکے نزدیک یہ سب فضول باتیں ہیں۔ وہ محنت کر کے دو پیسے کما لیتے ہیں اور پیٹ بھر لیتے ہیں یہی ان کی سب سے بڑی غرض ہے۔ دوسرے لوگ جو مذہب کو حقیقت دیتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالےٰ ہے تو ہمیں اس نے کیا دیا ہے۔ بیشک ہمیں

خدا تعالےٰ کی ہستی

کی ضرورت ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر خدا تعالےٰ موجود ہے تو اس نے ہمیں کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ ہم نے دوسروں سے لڑائیاں کیں۔ چند عقاید بنائے اور دوسروں سے جھگڑے مول لئے لیکن اس کا فائدہ کچھ بھی نہ ہوا۔ وہی دھوکہ بازی لڑائیاں بغض۔ کینے۔ مار دھاڑ۔ فریب اور فساد دنیا میں موجود ہیں۔ پھر ہمیں خدا تعالےٰ کا کیا فائدہ۔ اگر خدا ہوتا تو ہماری ان باتوں کا کوئی نتیجہ نکلتا۔ ٹھنڈے پانی کے قطرے سے جسم ٹھٹھر جاتا ہے لیکن خدا تعالےٰ پر ایمان لانے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اگر کسی کو کچھ تانبا پیسہ بھی مل جائے تو وہ اس سے ایک چھٹانک چنے خرید لیتا ہے لیکن خدا پر ایمان لانے سے اتنا فائدہ بھی لوگوں کو حاصل نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں

ایک شخص تھا۔ اس کے دماغ میں کوئی نقص پیدا ہو گیا تھا۔ انسان جس قوم سے تعلق رکھتا ہے اگر وہ پاگل ہو جائے تو وہ اس قوم کی باتوں کی سی باتیں سوچتا ہے جس قوم میں الہام پر زور ہو اس کا فرد پاگل ہونے پر الہامی باتیں ہی سوچتا ہے۔ احمدیہ جماعت میں ہم نے دیکھا ہے کہ جس کا دماغ خراب ہو جاتا ہے وہ نبی اور خدا بن جاتا ہے ہمارے مدرسہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے زمانہ میں

ایک چپڑاسی تھا جس کا نام محمد بخش تھا اس کے دماغ میں نقص پیدا ہو گیا تو اس نے کہنا شروع کر دیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔ اس نے سکول کے لڑکوں سے کہا کہ مجھے مان لو۔ لڑکوں نے جواب دیا کہ ہم تمہیں کیوں مان لیں۔ وہ کہنے لگا کہ تم نے

مرزا صاحب کو بھی مانا ہے

مجھے بھی مان لو۔ بعض لڑکوں نے کہا کہ ہم نے مرزا صاحب کو اس لئے مانا ہے کہ آپ نے بعض نشانات دکھائے ہیں۔ اس نے کہا میرے پاس بھی نشانات ہیں۔ لڑکے کہنے لگے کیا نشانات ہیں تمہیں ایک لڑکے نے کہا مرزا صاحب انگریزی

نہیں جانتے تھے لیکن آپؑ کو انگریزی میں الہامات ہوتے تھے۔ اس نے کہا مجھے انگریزی میں الہام ہوتے ہیں حالانکہ میں انگریزی نہیں جانتا۔ لڑکوں نے کہا اچھا کوئی الہام سناؤ۔ اس پر اس نے کہا مجھے الہام ہوا ہے آئی وٹ وٹ what, when, what, لک۔ اس نے آئی (I) اور وٹ (what) کے الفاظ سنے تھے لیکن اس یہ پتہ نہیں تھا کہ ان الفاظ کے معنے کیا ہیں۔ لڑکوں نے اس کا نام ہی آئی وٹ وٹ رکھ دیا۔ پس فطرتی طور پر ہر ایک شخص یہ سوچتا ہے کہ

اگر ہمیں خدا ملا ہے

تو ہمیں کیا فائدہ پہنچا ہے۔ وہ شخص پاگل تھا اس نے کہا مجھے خدا مل گیا ہے۔ لیکن ایک بچے کو بھی اتنی عقل ہوتی ہے کہ اگر خدا ملے تو اس سے کچھ فائدہ ہونا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک احمدی تھا وہ پاگل ہو گیا۔ اس نے

صوفیاء کی باتیں

سُنی ہوئی تھیں اس لئے جب اس کا دماغ خراب ہوا تو اس نے بھی باتیں کہنی شروع کر دیں کہ میں نبی ہوں۔ ولی ہوں۔ عرش پر نمازیں پڑھتا ہوں۔ وہ قادیان آگیا تھا اس کے دماغ پر یہ اثر تھا کہ وہ بڑا آدمی بن گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے موسیٰ اور عیسیٰ کہتا ہے۔ اس لئے وہ مسجد میں نہیں آتا تھا۔ مہمان خانہ میں ہی رہتا تھا۔ لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ اور عرض کیا کہ یہ شخص بیمار ہو گیا ہے اور کہتا ہے خدا تعالیٰ مجھے کہتا ہے کہ تو محمد بن گیا ہے تو موسیٰ بن گیا ہے۔ تو عیسیٰ بن گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میاں اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہیں الہام ہوتا ہے کہ تم محمد بن گئے ہو تو کیا وہ

محمدیت والی برکات

بھی تمہیں دیتا ہے یا جب وہ کہتا ہے کہ تم موسےٰ بن گئے ہو یا عیسیٰ بن گئے ہو تو جو باتیں حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو ملی تھیں خدا تعالیٰ وہ باتیں تمہیں بھی دیتا ہے۔ وہ کہنے لگا خدا دیتا تو کچھ نہیں، صرف یہ کہتا ہے کہ تم محمد بن گئے ہو تم موسیٰ بن گئے ہو تم عیسیٰ بن گئے ہو۔ آپؑ نے فرمایا یہ شیطان ہے جو تمہیں ایسی باتیں کہتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو محمد کہتا ہے تو وہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی برکات بھی اسے دیتا ہے وہ اگر کسی کو موسیٰ اور عیسیٰ کہتا ہے تو موسےٰ اور عیسےٰ والی برکات بھی اسے دیتا ہے

پس جب خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم مومن ہو تو وہ

مومن والی برکات

بھی تمہیں دیتا ہو گا۔ صرف یہ کہنا کہ تم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مان لیا ہے اس سے تمہیں یا دنیا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جس کام کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے تھے اس سے اگر تم نے فائدہ نہیں اٹھایا، تمہیں سچ بولنے کی عادت نہیں۔ تم میں دیانت نہیں پائی جاتی۔ تمہیں محنت کی عادت نہیں۔ تم میں

حُسنِ سلوک اور مہربانی کی عادت

نہیں۔ تم میں مظلوموں اور بیواؤں کی مدد کرنے کی عادت نہیں تو تم نے خدا تعالیٰ کو مان کر کیا پایا۔ ابھی میں نے بازار کے انتظام کے لئے ایک افسر مقرر کیا ہے۔ جب وہ کوانٹ کے ڈپو پر گیا تو اس نے دیکھا کہ ڈپو ہولڈر کا بیسر کا بٹہ پندرہ چھٹانک کا ہے جب اسے کہا گیا کہ تم کم تول کر کیوں دیتے ہو تو اس نے کہا ہمیں کم ملتی ہے۔ اس لئے ہم دوسروں کو کم دیتے ہیں۔ حالانکہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے

مجھے معلوم ہوا ہے

کہ گورنمنٹ سٹاک زیادہ دیتی ہے تا نقصان پورا ہو سکے اسی طرح برف والوں کو بلایا گیا تو ایک دوکاندار نے کہا ہمیں نو روپے میں چار من برف ملتی ہے۔ پھر نقصان بھی ہو جاتا ہے اس لئے نقصان ملا کر ہمیں ایک من برف دس روپے میں پڑتی ہے اس لئے ربوہ میں تین آنے فی سیر بیچنے میں ہمیں نہایت قلیل نفع ملتا ہے۔ چار آنہ فی سیر بیچیں تب بھی زیادہ نفع نہیں ہوتا حالانکہ نقصان کے بعد بھی اگر انہیں پچاس فیصدی نفع مل جائے تو انہیں کیا چاہیئے۔ دوسرے لوگوں کو روپیہ کے بعد ایک آنہ یا دو آنے ملتے ہیں اگر روپیہ کے بعد ایک آنہ ملتا ہے تو انہیں سولہواں حصہ ملتا ہے اور اگر دو آنے ملتے ہیں تو

آٹھواں حصہ نفع

ملتا ہے لیکن انہیں ایک روپیہ کے بعد ایک آنہ ملنے کی بجائے ایک آنہ پر دو پیسے مل جائیں تو اور کیا چاہیئے لیکن اس دوکاندار نے پھر بھی یہی کہا کہ تم پر ظلم کیا جا رہا ہے ہمیں دو آنے فی سیر برف گھر پڑتی ہے اور تین آنہ فی سیر بیچنے کو کہا جاتا ہے یہ کتنا بڑا ظلم ہے جو ہم پر کیا جا رہا ہے۔ میں نے کہا دوکاندار سے کہا جائے کہ وہ تمام لوگوں سے یہ واقعہ بیان کرے کہ سارے نقصان ملا کر مجھے دو آنے فی سیر برف گھر پڑتی ہے۔ اور مجھے تین آنہ فی سیر بیچنے کو کہا جاتا ہے اور اس طرح مجھ پر ظلم کیا جاتا ہے وہ آسانا بے حیا تھا کہ بازار میں یہ بات کہتا رہا۔ اب تم سمجھ سکتے ہو کہ ایسا بے حیا انسان بھی کہیں مل سکتا ہے اگر اس میں انسانیت ہوتی تو وہ ایسا کبھی نہ کرتا اور یہاں سے چلا جاتا کہ میری کمینگی اور میرا ظلم کھل گیا ہے

میرے نزدیک

ان لوگوں نے یہ بھی جھوٹ بولا ہے کہ نو روپے میں چار من برف ملتی ہے ایک احمدیہ کمپنی کو گوجرہ میں برف کی ایک مشین ملی ہے۔ وہاں سے رپورٹ ملی ہے کہ ایک من برف کا ریٹ ۱۲/۔ روپیہ مقرر ہے اور جب تحقیقات کرائی گئی تو چنیوٹ سے یہ پتہ لگا ہے کہ چودہ روپے کو چار من کا ایک بلاک ملتا ہے۔ گویا گوجرہ میں ۱۲/۔ روپیہ کو ایک من برف ملتی ہے اور چنیوٹ میں ۳/۸/۔ روپیہ کو۔ اگر یہ بات درست ہے اور ۳/۸/۔ روپیہ ہی نقصان لگا لو تو یہ تین روپے فی من ہو گئے گویا سارے خرچ لگانے کے بعد بھی قریباً ایک آنہ تین پائی فی سیر پڑی۔ اب دوکاندار کو ۳/۔ فی سیر بیچنے کو کہا گیا تو اس پر کونسا ظلم ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک یہ لوگ گاہکوں کی کھال نہ کھینچ لیں اور ان کے کپڑے نہ اتار لیں ان کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایسا آدمی اگر کہے کہ میں ایمان لے آیا ہوں تو اس سے کیا بنتا ہے۔ وہ ایمان کا بیشک دعویٰ کرتا ہے لیکن احمدیت تو الگ رہی ایک ہندو سکھ اور دہریہ خاندان سے تعلق رکھنے والا آدمی بھی اتنا ظالم نہیں ہوتا۔ پس تمہارا کام ہے کہ تم اس بے ایمانی کو دور کرو یہ نہیں کہ تم صرف عمل کراؤ۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ظاہر صاف ہو اور باطن گندہ رہے۔ طاقت کے استعمال سے مکمل اصلاح نہیں ہوتی۔ طاقت سے ظاہر کی اصلاح ہو جاتی ہے لیکن دل کا گند باقی رہتا ہے اس لئے جب کبھی تمہاری طاقت کم ہو جائیگی تو یہ لوگ بگڑ جائیں گے۔ تمہارا کام ہے کہ تم اخلاق سے۔ تدبیر سے۔ اور اپنی نفرت سے یہ ثابت کر دو کہ تم اس بے ایمانی کو برداشت نہیں کر سکتے۔ جب تمہارے ہمسایہ سے بے ایمانی نکل جائے گی تم محفوظ ہو جاؤ گے۔ صحابہ کی دیانت کو دیکھو۔ ایک صحابی دوسرے صحابی کے پاس گھوڑا بیچنے گئے اور کہا میرا گھوڑا مثلاً دو ہزار روپیہ کا ہے لیکن دوسرے صحابی نے کہا میں اسے تین ہزار روپیہ میں خریدنا چاہتا ہوں میں گھوڑوں کا کاروبار کرتا ہوں تمہیں پتہ نہیں کہ یہ گھوڑا کتنی قیمت کا ہے میں جانتا ہوں یہ گھوڑا تین ہزار روپے کا ہے گھوڑے کے مالک نے کہا میں نے اس کی قیمت دو ہزار روپے لگائی ہے میں اس سے زیادہ نہ لوں گا۔ تو دیکھو یہ کتنی شاندار لڑائی تھی ایک کہتا ہے میں اس گھوڑے کے دو ہزار روپے لوں گا دوسرا کہتا ہے نہیں میں اسکے تین ہزار روپے دوں گا۔ لیکن

تمہارا یہ حال ہے

کہ دو آنے کی چیز کی قیمت تین آنے مقرر کی جائے تو پھر بھی اسے ظلم کہتے ہو۔ اگر تم مہاجر ہو تو کیا ہوا۔ کیا دوسرے لوگ مہاجر نہیں بسا اوقات دوسرا آدمی تم سے زیادہ مصیبت میں ہوتا ہے لیکن تمہاری یہ حالت ہے کہ لوٹ کھسوٹ کی وجہ سے تم دوسروں سے زیادہ کما رہے ہو میں جانتا ہوں کہ یہاں کے بعض دوکانداروں کی حالت قادیان سے اچھی ہے۔ پس میں دوکانداروں سے کہتا ہوں کہ تم یہ سب بے ایمانیاں ترک کر دو اور دوسروں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ تم یہ بے ایمانیاں ترک کراؤ۔ برف ایسی چیز ہے کہ اگر تم میں حس ہوتی تو دوکاندار دو دن میں سیدھے ہو جاتے آخر وہ علاقے بھی ہیں جہاں برف نہیں ملتی۔ اگر تم ایک دن اکٹھے ہو کر یہ فیصلہ کر لیتے کہ ہم برف نہیں لیں گے تو جو دوکاندار اب دو آنے فی سیر بیچنے کو بھی ظلم کہہ رہے ہیں وہ تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتے اور کہتے تم ڈیڑھ آنہ فی سیر لے لو۔ ہمیں ایک غیر مبائع دوست نے کہا ہے کہ اگر مجھے دوکان کی اجازت دی جائے تو میں پانچ پیسے فی سیر کے حساب سے برف بیچوں گا۔ میں نے کہا یہ لوگ مہاجر ہیں پہلے انہیں سمجھا لوں۔ اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ہم مجبور ہو کر ایسا انتظام کر لیں گے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ برف پانچ پیسے فی سیر بکتی ہے کہ نہیں۔ جب تک تم

اپنے نفس کی اصلاح

نہیں کر لیتے۔ جب تک دیکھنے والا یہ نہ کہے کہ ان لوگوں کے ایمان میں اور ہمارے ایمان میں فرق ہے۔ جب تک وہ یہ نہ کہے کہ خدا تعالیٰ نے اور اس کے رسول پر ایمان لا کر ان لوگوں کے عمل میں بھی نیکی پیدا ہو گئی ہے۔ جب تک وہ یہ نہ کہے کہ قرآن کریم کو ماننے کے نتیجہ میں ان لوگوں کے کاروبار میں بھی دیانت آگئی ہے اس وقت تک

تمہارا ایمان اور تمہارے عقاید

چیتھڑوں اور کاغذ کے ٹکڑوں کے برابر بھی نہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بیکار چیزیں ہیں ؛؛

(روزنامہ المصلح کراچی ۱۲ ۵/۷ ؁)

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۷ء

ذکرِ حبیب علیہ السلام

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے مؤلف اصحاب احمد

(۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حمائل اور جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بہت قلیل حصہ تھوڑے وقت میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ [illegible] دراصل جسے اللہ تعالیٰ نے یحمدک اللہ من عرشہ فرمایا۔ اس کی محدود توصیف انسان کے اختیار سے باہر ہے اور یحمدک اللہ کا الہام جو دوحرفہ ہوا۔ اس سے حضور کے اخلاق محمودہ اور شمائل کریمہ کی رفعت و عظمت کا علم ہوتا ہے۔

(۱) کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ قادیاں کدھر

براہین احمدیہ جیسی مشہور تالیف شائع ہونے پر قریباً بارہ سال گذر چکے تھے اور حضور کے مضامین بھی عرصہ سے اخبارات میں چھپ چکے تھے۔ اور حضور کے دعویٰ کی وجہ سے تہلکہ مچ چکا تھا پھر بھی قادیان جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ اس کا کیا حال تھا اور کس طرح وہ ابھی غیر معروف تھا۔ اس بارے میں

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی یوں بیان کرتے ہیں کہ ۱۳۱۲ھ (۱۸۹۵ء) میں میں بٹالہ پہنچا تو معمولی دیہات (جو بلحاظ آبادی بھی معمولی اور غیر مشہور ہیں) مثلاً علی وال۔ لنگر وال۔ پنجگرائیں۔ ہرچووال اور بھام تک کے تو میرے کان میں پڑے مگر قادیان کے نام سے آشنا نہ ہوئے۔ گاڑی کے سٹیشن پر پہنچتے ہی یکہ۔ رتھ اور گڈے والے گھیرے پھنستے تھے۔ میں چند گھنٹے منڈی، سٹیشن اور کچہری کے پاس پھرا کیا۔ مگر قادیان کا نام میں نے نہ سنا (اصحاب احمد جلد نہم صفحہ ۱۵۶)

"میں بٹالہ اسٹیشن سے اتر کر قادیان کے راستہ کی تلاش میں مصروف ہوا۔ آپ شاید تعجب کریں گے اور میرے بیان کو مبالغہ سمجھیں گے کہ مجھے اس وقت بھی بہت مشکلات کا سامنا ہوا۔ میں لوگوں سے قادیان کا رستہ پوچھتا۔ وہ میرے منہ کو تکتے اور سوچ بچار کر کہتے کہ "کادیں" تو ایک گاؤں ہے۔ تم جو نام لیتے ہو وہ اس نواح میں تو ہے نہیں۔ تھانہ سے پوچھو۔ شاید پتہ لگ جائے ...... (تین گھنٹے گذرنے پر) مجھے نہ قادیان کا پتہ ملا نہ راستہ۔ حتیٰ کہ میں گھبرا کر واپس لوٹ جانے کی فکر کرنے لگا۔ اسی شش و پنج میں تھا کہ ایک شخص میرے قریب آکر بولا۔ "جی آپ نے قادیان جانا ہے؟" میں افسردہ و پژمردہ ہو رہا تھا اور پریشان تھا کہ کروں تو کیا کروں۔ اس شخص کی آواز سے ڈھارس بندھی اور امید کی ایک جھلک نظر آئی۔ میں نے اس سے قادیان کا اتا پتا دریافت کیا۔ تو اس نے جواب دیا "ہی نا۔ مرزا صاحب والی قادیان"۔ گنوار لوگ اس کو کادیں کادیں کر کے پکارتے ہیں۔ میں خود قادیان کا رہنے والا ہوں ......"

"...... اس تسلی کے بعد میں اس کے یکہ میں بیٹھ گیا دو آنے کرایہ مقرر ہوا۔ وہ مجھ سے یہ کہہ کر بازار کو گیا کہ گھوڑے کے واسطے نہاری لے آئیں۔ مگر کچھ ایسا گیا کہ لوٹنے کا نام ہی نہ لیا۔ کم و بیش ایک گھنٹہ میں اس یکہ میں منتظر رہا۔ نہ اس کو چھوڑ سکوں نہ یکہ بان کی تلاش کر سکوں۔ جمعہ کا دن تھا ...... مگر یکہ بان کی طمع نے مجھے نماز جمعہ میں شرکت کی برکت سے محروم رکھا۔ کیونکہ وہ دراصل نہاری کی بجائے سواری کی تلاش میں تھا۔ چنانچہ دو اور چند سواریوں کے ساتھ میں قادیان پہنچا۔" (جلد مذکور ص ۲۳ و ۲۴)

(۲) قادیان کا حال حضرت اقدسؑ کے وصال کے وقت

تک بھی قادیان کا یہ حال تھا کہ اس سے چند دن پہلے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے عرض کی کہ میری اہلیہ کا خط آیا ہے کہ تنہائی کی وجہ سے انہیں خوف آتا ہے۔ کیونکہ میرا مکان بالکل باہر ہے (الحکم ۱۴ جون ۱۹۲۸ء بحوالہ اصحاب احمد جلد نہم۔ حاشیہ ص ۲۷۵) اور احباب جانتے ہی ہیں کہ یہ مکان مسجد مبارک سے ایک ڈیڑھ منٹ کے فاصلہ پر ہے۔ آپ قادیان کا نقشہ ۱۸۹۵ء کا گویا حضور کے وصال سے تیرہ سال قبل یوں بیان کرتے ہیں:۔

"جدھر نظر اٹھاؤ ویرانہ و کھنڈر (مکانات زیادہ تر کچے) عمارات برباد اور مکانات مسمار۔ کچے کچے اکثر مقفل و بے چراغ۔ خال خال کوئی آباد۔ اور جو آباد بھی تھے اُن پر بھی ایک قسم کی اُداسی برستی دکھائی دیا کرتی تھی جیسے کسی اُجڑے دیار کا سوگ منا رہے ہوں ...... گاؤں کا زیر آبادی رقبہ زیادہ سے زیادہ بائیس یا تئیس ایکڑ تھا۔ مگر تین چوتھائی حصہ غیر آباد یا تباہ و برباد پڑا تھا۔ اور بمشکل ایک چوتھائی حصہ آباد جس میں زیادہ سے زیادہ پانچ سو نفوس رہتے ہوں گے (مالکان مکان خواہش رکھتے تھے کہ مفت میں ہی کوئی اُن کے مکان میں بود و باش رکھے کیونکہ اُلٹا مکانات کی نگرانی پر خرچ کرنا پڑتا تھا) ...... اس زمانہ کے اُجڑے دیار کے بازار (جو صرف نام کے) دو تھے ...... مگر دونوں سنسان۔ تین دوکاندار تھے۔ ...... ایک بزاز۔ دوسرا عطار۔ تیسرا حلوائی۔ ...... تینوں کی آبادی بھی صرف اس ایک گھرانے کی بدولت تھی جس کو خدا نے پھر سے نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے چن لیا تھا ...... یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ یہ کوئی دکانیں تھیں۔ حلوائی کی ایک دکان کی تفصیل لکھ دیتا ہوں۔ اس سے دوسری دوکانوں کا بھی قیاس کرلیں۔ چار یا چھ آنے کا دودھ لے کر یہ صبح سے رات کے دس گیارہ بجے تک عموماً بیٹھا کرتے۔ دودھ بکتا بکتا باقی سے کھویا تیار ہوتا کبھی دہی۔ دہی نہ بکتا تو رات کو بھلے پکوڑیاں تیار ہوتیں۔ گاہک کوئی آگیا تو خیر ورنہ وہ بھی گھر کی مرغی دال برابر۔ چار و ناچار یوں چکا دی جاتیں ......

...... بالکل معمولی معمولی ضروریات زندگی کے لئے بٹالہ۔ امرتسر اور لاہور جانا ہوتا تھا ......

...... قصاب دوسرے تیسرے روز بکرا کرتے۔ وہ بھی نہ بکتا تو دیہات میں لے جا کر قرض دام یا غلّہ نکلنے کے وعدہ پر اُدھار دے آتے۔ گوشت ایسا خراب ہوا کرتا کہ دیکھنے کو جی نہ چاہتا ...... جابجا کوڑا کرکٹ اور نجاست کے تودے گوبر اور گندگی کے انبار لگے رہا کرتے جن کی وجہ سے ہر گلی سڑک اور کوچہ و گلی گندے نالے کا منظر پیش کرتے۔ کوچوں کا یہ حال تھا کہ دن کی روشنی میں بھی دشوار گذار تھے۔ بڑے بڑے کنگر گلی کوچوں کو ناہموار اور ناقابل عبور بنائے ہوئے تھے گندا پانی اور مویشیوں کا بول و براز ایسا تعفن ...... پیدا کرتے کہ دماغ سڑا کرتا تھا ...... گیدڑ لومڑ اور بڑے بڑے بلے تو سرِ شام ہی غلاظت کے ڈھیروں پر منڈلانے لگا کرتے تھے ......

...... بعض درندے ...... رات کو بستی میں آتے۔ ایک دفعہ مسجد مبارک کے قریب سے ایک بھیڑیا آکر حضرت نواب صاحب کا ایک بچہ اٹھا لے گیا تھا) ...... گاؤں کے باہر بعض حصے ویرانی و بربادی کے باعث ...... بھوت چڑیل کا مرکز کہلاتے جہاں دن دیہاڑے لوگ جانے سے گھبرایا کرتے تھے۔"

(۳) قادیان کا سفر اور احباب کی حرارتِ ایمان

آپ بیان فرماتے [illegible] تھک جاتے۔ پسلیاں دکھ جاتیں۔ پیٹ میں درد اٹھنے لگتا۔ اور جسم ایسا ہو جاتا کہ کسی نے اوکھلی میں دے کر کوٹ دیا ہو۔ یکہ سیدھا ہو جاتا۔ الٹ جاتا۔ اور سواریاں نیچے آ جاتیں۔ سڑک کچی۔ نہایت خستہ۔ راستہ کا اکثر حصہ سواریاں پیدل چل کر پہنچتیں۔ برسات کے موسم میں تو بعض اوقات پورا دن چلنے سے بھی قادیان نہ پہنچ سکتے۔ ایک چھوٹا سا دیہاتی پرائمری مدرسہ تھا جس کا مدرس دو چار [illegible] کے [illegible] ساتھ [illegible] دیا جاتا۔ ڈاک بٹالہ سے [illegible] بار آتی تھی۔ یہاں کے لوگوں [illegible] اتنی موٹی کھدری اور کرخت تھی کہ [illegible] اس کی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ بچوں کو بچپن سے ہی گالی گلوچ کی تعلیم دی جاتی

(بقیہ تذکرۃ ص ۱۵۴ تا ۱۸۴)

ان کوائف سے ظاہر ہے کہ قادیان کی بستی اور اس کے مکینوں میں کوئی کشش نہ تھی۔ یہ جاذبیت تھی تو وہ جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کر دی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عشق کی وجہ سے احباب نہ رات دیکھتے تھے نہ سردی نہ بارش۔ والہانہ انداز میں زیارت کے لئے دوڑے آتے تھے رات کو نصف شب کے قریب ریل گاڑی پہنچتی۔ تو اسی وقت پا پیادہ چل پڑتے تھے شب تار اور ڈاکوؤں کا خطرہ اور پھر ایسا خستہ راستہ لیکن حرارت ایمان انہیں سب سے توجہ پھیرے رکھتی۔ کپور تھلہ وغیرہ کے بعض احباب بالعموم ہفتہ کی شام کو روانہ ہو کر رات کو سفر کر کے نماز فجر میں شریک ہوتے اور ایک دن حضور کی پاک صحبت سے فیض یاب ہو کر واپس ہوتے۔ قادیان میں مطب حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ ان کا جائے قیام ہوتا۔ حوائج ضروریہ کے لئے کھیتوں میں جاتے تو وہاں بھی انہیں چین نہ ملتا۔ رذیل لوگ نجاست اٹھا لے جانے کے لئے مجبور کرتے لیکن اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف رکھنے والے۔ اور لولاک لما خلقت الافلاک اور انت بمنزلۃ توحیدی وتفریدی جیسے اعلیٰ مقام پر فائز مسیح زمان علیہ السلام کی زیارت ان بیہودہ گیوں کو تمام کلفت دور کر دیتی تھی۔ اور تالیف وتصنیف، طباعت واشاعت، بیمار پرسی، خط وکتابت کے تمام افکار اور اہتمام جو حضور کے ذمہ تھے۔ ان کے علاوہ مہمان نوازی کا عظیم کام بھی آپ [illegible] ہی کے سپرد تھا۔ اور حضور مہمانوں کی [illegible] کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے خاکسار کو سنایا کہ ۱۸۹۳ء میں میں پہلی بار رات کو قادیان کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ سے ناواقف تھا۔ [illegible] کے ایک گاؤں کا ایک غریب شخص بھی ساتھ تھا۔ جو کہتا تھا کہ میں واقف ہوں، اور اس نے میرا سامان اٹھایا ہوا تھا۔ اور راستہ میں اپنے گھر تھوڑی دیر کے لئے گیا پھر مجھے لے کر چل پڑا۔ آخر ہم قادیان سے بھی نئی پل آگئے مرچو وال والی نہر پر پہنچ گئے جو نسائی تہر [illegible] نے بنائی تھی کہ اس نے تھوڑے فاصلے پر قادیان سے سہولت کی تاریکی کی وجہ سے بغیر علم ہوئے پہلی نہر کی پل سے ہم گذر گئے۔ مرچو وال کی نہر کے قریب کسی نے بتایا اور ہم واپس لوٹے اور موضع لیل کلاں کی طرف سے موضع ننگل کے راستہ قادیان کی طرف آئے برسات کا موسم تھا۔ پل بہشتی مقبرہ کوئی بارہ سال بعد تعمیر ہوا۔ ہم موضع ننگل سے پانی میں سے گذرتے ہوئے قادیان پہنچے۔ حضرت اقدس علم پاتے ہی تشریف لائے۔ اور بہت دلداری فرمائی۔ اور رات بھر چلتے رہنے پر ہمدردی کا اظہار فرمایا۔ گول کمرہ میں حضرت حافظ حامد علی رضی اللہ عنہ صاحب کو سحری لا کر کھلانے کے لئے کہا اور یہ کہ بعد میں بستر دیں اور جسم دبا دیں۔ اور کچھ دیر حضور تشریف فرما رہے۔ اور یہ دیکھ کر کہ حضور کی وجہ سے میں کھانا نہیں کھا سکتا تو حضور تشریف لے گئے۔ میں ایک کم حیثیت اور غیر معروف اور نوجوان تھا۔ جتنے دن قیام رہا مجھ جیسے پر حضور کی شفقت ہوتی رہی جس کا مجھ پر گہرا اور دیرپا اثر ہوا۔

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب رضی اللہ عنہ ان کے ایک برادر اور حضرت حافظ عبد العلی صاحب رضی اللہ عنہ ۵ اپریل ۱۸۹۴ء کی درمیانی شب کو گیارہ بجے لاہور سے بٹالہ پہنچے۔ حضرت مہدی کے نشان کسوف وخسوف میں سے اس رمضان شریف میں چاند گرہن ہو چکا تھا اور صبح سورج گرہن ہونا تھا آندھی چل رہی تھی۔ بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی۔ اور راستہ صرف بجلی کی چمک سے نظر آتا تھا۔ راتوں رات قادیان پہنچنے کا عزم تھا چنانچہ حضرت ایوب بیگ صاحب نے نہایت تضرع سے دعا کی کہ اے زمین وآسمان کے قادر مطلق خدا! ہم تیرے عاجز بندے ہیں تیرے مسیح کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ہم پیدل ہیں۔ سردی ہے۔ تو ہی رحم فرما۔ اور باد مخالف کو دور کر! ابھی آخری لفظ منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رخ بدلا اور پشت سے چلنے لگی اور معاً دن ہو گئی۔ گویا ہوا میں اڑے جا رہے ہیں۔ نہر پر پہنچ کر کچھ بوندا باندی شروع ہو گئی۔ نہر کے پاس جو کوٹھا تھا۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو خالی تھا۔ ان ایام میں ضلع گورداسپور اکثر سڑکوں پر ڈکیتی ہوتی تھی۔ اس کوٹھے میں ایک اینٹ اور دو اپلے پڑے تھے۔ ایک ایک سرہانے رکھ کر سب زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی تو ستارے نکلے ہوئے تھے۔ چنانچہ روانہ ہو کر قادیان پہنچ کر انہوں نے سحری کھائی۔

(اصحاب احمد جلد اول ص ۸۰ - ۸۱)

(باقی)

تعلیم القرآن کلاس کرڈاپلی وکیرنگ (صوبہ اڑیسہ)

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

جلسہ سالانہ کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ کے موقعہ پر باہمی مشورہ سے فیصلہ کیا گیا تھا کہ امسال موسمی تعطیلات میں دو جگہ یعنی کرڈاپلی ضلع کٹک اور کیرنگ ضلع پوری میں تعلیم القرآن کلاس جاری کی جائے۔ چنانچہ اس مشورہ کے مطابق پروگرام بنایا گیا۔

(۱) تعلیم القرآن کلاس کرڈاپلی

کرڈاپلی میں یہ کلاس ۲ ماہ ہجرت ۱۳۴۷ ہش کو جاری ہوئی اور ۱۰ ماہ احسان تک جاری رہی۔ اوسطاً بیس طلباء کی روزانہ حاضری رہی۔ اس کلاس کے انچارج مدرسہ مولوی محسن خان صاحب مبلغ کرڈاپلی تھے۔ اس کلاس میں ایک پارہ ناظرہ قرآن مجید پڑھایا گیا۔ سورۃ الفیل سے سورۃ الناس کا اڑیہ زبان میں ترجمہ سکھایا گیا۔ حدیث اربعین اطفال میں تیس احادیث مع ترجمہ یاد کروائی گئیں۔ مسائل نماز کے نوٹ لکھوائے گئے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مختصر سوانح حیات بچوں کو نوٹ کروائے گئے۔ اس کلاس کی افادیت کو احباب جماعت نے بھی محسوس کیا اور بچوں نے بھی دینی مسائل سیکھنے میں دلچسپی لی۔ یہ کلاس روزانہ دو گھنٹہ تک جاری رہی۔

(ب) تعلیم القرآن کلاس کیرنگ

کیرنگ میں یہ کلاس ۲۳ ماہ ہجرت سے ۲۳ ماہ احسان تک ایک ماہ کے لئے جاری رہی۔ اوسطاً حاضری تیس طالب رہی۔ یہ کلاس دو وقت منعقد ہوتی تھی۔

صبح ۷½ بجے تا ۹½ بجے
شام ۲½ بجے تا ۴½ بجے

صبح کے وقت قرآن مجید پڑھایا جاتا رہا اور ضروری مسائل سمجھائے جاتے رہے اور شام کے وقت چہل حدیث سے احادیث مع ترجمہ حفظ کروائی جاتی رہیں اور اس کلاس میں وفات مسیح ناصری۔ اجرائے نبوت اور امامت محمدیہ اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل نوٹ کروائے گئے۔

اس کلاس کے انچارج مکرم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ کیرنگ تھے۔ ۱۰ ماہ احسان تک خود ہی دونوں وقت تعلیم دیتے رہے۔ اس کے بعد میری ہدایت پر مکرم مولوی محسن خاں صاحب کرڈاپلی کی کلاس سے فارغ ہو کر ۱۱ ماہ احسان سے اس کلاس میں تعلیم دینے کے لئے بطور معاون پہنچ گئے۔ اور دونوں مبلغ صاحبان باہمی اشتراک عمل سے ۲۳ ماہ احسان تک اس کلاس میں کام کرتے رہے۔

دونوں مبلغ صاحبان نے کرڈاپلی اور کیرنگ کی تعلیم القرآن کلاس کو کامیاب بنانے میں خوب محنت سے کام کیا ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دینی ودنیوی ترقیات سے نوازے۔ اور جو طلباء ان کلاسز میں شریک ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی برکتیں نازل فرمائے۔ اور ان کو مزید دینی تعلیم سیکھنے اور پھر عمل کرنے اور تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کو اپنی زندگی میں کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔

درخواست دعا

محترم سید وزارت حسین صاحب ساکن اورین ضلع مونگھیر بہار جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں کی اہلیہ صاحبہ ان دنوں بیمار ہیں۔ ڈاکٹری معائنہ پر پتہ میں پتھری تشخیص ہوئی ہے جس کا عنقریب اپریشن ہوگا۔ اس سے قبل سید صاحب موصوف کی خوشدامنہ بھی ایک سال سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ میں بزرگان اور احباب جماعت کی خدمت میں ہر دو کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے صحت عطا فرمائے اور اپریشن کامیاب ہو۔ بعد میں ہر قسم کی پیچیدگیوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

خاکسار مرزا وسیم احمد
ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

قسط ۵

مولوی ابوالحسن علی صاحب ندوی کی تصنیف ''قادیانیت''

(آخری)

مولوی صاحب کی عالمیت کی حقیقت

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

مولوی ندوی صاحب کے اعتراضات کے جواب کی ہماری بعض اقساط کو پڑھ کر ایک غیراز جماعت نوجوان نے لکھا ہے کہ
'' بدر میں آپ کے مضمون بڑی دلچسپی سے پڑھتا ہوں خاص طور پر یہ حصہ کہ تحقیقاتی تبصرہ کا مکمل جواب ''قادیانیت'' کتاب پر تبصرہ از مولوی ابوالحسن صاحب ندوی کا علمی پول کھولنا بے حد پسند آیا۔ جب سے میں نے یہ کتاب دیکھی تھی بڑی بے چینی تھی اور سوچ رہا تھا کہ اس کا جواب جماعت احمدیہ کی جانب سے کب شائع ہوگا۔ ویسے ایک بار الفضل میں ایک آدھ صفحہ پر اس کا جواب دیا گیا تھا لیکن وہ بے حد مختصر تھا۔ مگر آپ کے جواب سے بے حد مسرت ہوئی ''
(خط مورخہ ۲۷ جون ۱۹۶۸ء)

ہم اپنے جواب کی اقساط مولوی صاحب موصوف کو ان کے لکھنؤ والے پتہ پر برابر بھیج رہے ہیں۔ اب ہم اس کی پانچویں قسط شائع کرتے ہیں

مولوی ندوی صاحب کا مصلح کے لئے ضرورت زمانہ کا اعتراف

''انیسویں صدی کا ہندوستان'' کے زیر عنوان زمانہ کے عالمگیر فساد کا اعتراف کرتے ہوئے ایک مامور من اللہ کی بعثت کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں
'' انیسویں صدی عیسوی تاریخ میں اس لحاظ سے امتیاز رکھتی ہے کہ اسلامی ممالک میں دماغی بے چینی اور اندرونی کشمکش اپنے شباب کو پہنچ چکی تھی۔ ہندوستان اس بے چینی و کشمکش کا خاص میدان تھا جہاں بیک وقت مغربی و مشرقی تہذیب اور جدید و قدیم نظام تعلیم اور نظام فکر اور اسلام و مسیحیت میں معرکہ کارزار گرم تھا اور دونوں طاقتیں زندگی کے لئے ایک دوسرے سے نبرد آزما تھیں۔
۱۸۵۷ء کی آزادی کی کوشش ناکام ہو چکی تھی ہندوستان کے مسلمانوں کے دل شکست کے صدمہ سے زخمی اور ان کا دماغ ناکامی کی چوٹ سے مفلوج ہو رہا تھا۔ دوسری غلامی کے خطرہ سے دوچار تھے سیاسی غلامی اور تہذیبی ایک طرف۔ نوخیز فاتح انگریزی سلطنت نے نئی تہذیب و ثقافت کی توسیع و اشاعت کا کام شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے عیسائی پادری مسیحیت کی دعوت و تبلیغ میں خاص سرگرمی دکھا رہے تھے وہ عقائد میں تزلزل پیدا کر دینے اور عقیدہ اور شریعت اسلامی کے ماخذوں اور سرچشموں کے بارے میں متشکک اور بدگمان بنا دینے کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کی نئی نسل جس پر اسلامی تعلیمات نے پورے طور پر اثر نہیں کیا تھا۔ اس دعوت و تلقین کا خاص طور پر ہدف اور اسکول و کالج اس ذہنی انتشار اور اندرونی کشمکش کا خصوصیت کے ساتھ میدان تھے ہندوستان میں قبولیت مسیحیت کے واقعات بھی پیش آنے لگے......
... بہر حال طبیعتوں میں ایک بے چینی اور افکار و عقائد میں تزلزل پیدا ہو رہا تھا۔''
'' دوسری طرف فرق اسلامیہ کا آپس کا اختلاف تشویشناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کی تردید میں سرگرم اور کمربستہ تھا۔ مذہبی مناظروں اور مجادلوں کا بازار گرم تھا جن کے نتیجہ میں اکثر زدو کوب، قتل و قتال اور عدالتی چارہ جوئیوں کی نوبت آئی، سارے ہندوستان میں ایک مذہبی خانہ جنگی سی برپا تھی۔ اس صورت حال نے بھی ذہنوں میں انتشار۔ تعلقات میں کشیدگی اور طبیعتوں میں بیزاری پیدا کر دی تھی۔ اور علماء کے وقار اور دین کے احترام کو بڑا صدمہ پہنچا تھا۔''
'' دوسری طرف خام صوفیوں اور جاہل دلق پوشوں نے طریقت و ولایت کو بازیچہ اطفال بنا رکھا تھا، انہوں نے شطحیات زدہ کلمات و ملفوظات جو صوفیہ سے غلبۂ حال اور سکر میں صادر ہوتے ہیں) و الہامات کی بڑے پیمانہ پر اشاعت کی تھی جا بجا نوگ الہام کا دعویٰ اور عجیب و غریب روایت کرتے پھرتے تھے۔''
'' مسلمانوں پر عام طور پر یاس و نا امیدی اور حالات و ماحول سے شکست خوردگی کا غلبہ تھا ۱۸۵۷ء کی جدوجہد کے انجام اور مختلف دینی عسکری تحریکوں کی ناکامی کو دیکھ کر معتدل اور معمولی ذرائع اور طریقہ کار سے انقلاب حال اور اصلاح سے لوگ مایوس ہو چکے تھے اور عوام کی بڑی تعداد کسی مرد غیب کے ظہور اور کسی ملہم اور مؤید من اللہ کی آمد کی منتظر تھی کہیں کہیں یہ خیال بھی ظاہر کیا جاتا تھا کہ تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا ظہور ضروری ہے مجلسوں میں زمانہ آخر کے فتنوں اور واقعات کا چرچا تھا شاہ نعمت اللہ ولی کشمیری کے طرز کی پیشگوئیوں اور الہامات سے سہارا حاصل اور غم غلط کیا جاتا تھا۔''
مولوی صاحب علماء و عوام کی اس شدید انتظار مامور کو قرآن کریم و احادیث کی پیشگوئیوں کی بجائے عوام کی خیالی پیشگوئیوں کا نتیجہ قرار دے کر ان کو قرآن و احادیث سے بے خبر رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر لکھتے ہیں کہ
'' پنجاب ذہنی انتشار و بے چینی ضعیف الاعتقادی اور دینی ناواقفیت کا خاص مرکز تھا ہندوستان کا یہ علاقہ اسی برس تک مسلسل سکھ حکومت کے مصائب برداشت کر چکا تھا۔ جو ایک طرح کی مطلق العنان فوجی حکومت تھی۔ ایک صدی سے کم اس عرصہ میں پنجاب کے مسلمانوں کے عقائد میں تزلزل اور دینی حمیت میں خاص ضعف آ چکا تھا۔ صحیح اسلامی تعلیم عرصہ سے مفقود تھی۔ اسلامی زندگی اور معاشرے کی بنیادیں متزلزل ہو چکی تھیں۔ خیالات و رجحانات اور طبیعتوں میں انتشار و پراگندگی تھی اور بہ مختصر اقبال کے الفاظ میں
خالصہ شمشیر و قرآن را ببرد
اندر آں کشور مسلمانی بمرد
..... اس انیسویں صدی کا اختتام تھا کہ مرزا غلام احمد صاحب اپنی نئی دعوت و تحریک کے ساتھ منظر عام پر آئے۔'' (قادیانیت صفحہ ۵ تا ۱۸)

مولوی ندوی صاحب نے زمانہ کے فساد کی وجہ سے ایک مصلح و ریفارمر کی ضرورت کو کھلے لفظوں میں تسلیم کیا ہے اور مخلوق کی بے چینی اور انتظار کا بھی اظہار کر کے اسے قبول کیا ہے۔ مگر مولوی صاحب نے یہ بتانے کی کوشش نہیں کی کہ اس حقیقی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا انتظام ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تو قرآن کریم میں آنحضرت صلعم کی ضرورت کا اظہار فرماتے ہوئے وہی وجہ بتائی ہے جسے مولوی ندوی صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ وہ وجہ پورے طور پر ظاہر ہو چکی تھی ظہر الفساد

فی البر والبحر کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ اس مصلح کا کام بھی بتا دیتے جسے خدا نے اس ضرورت کو پورا کرنے اور اصلاح امت واقوام کرنے کے لئے عین ضرورت کے وقت کھڑا کیا یا کسی مدعی کو کھڑا نہ کرنے کا کوئی معقول سبب بتا دیتے۔ مگر مولوی صاحب اس طرف سے کنی کترا گئے۔ انہوں نے یہ بھی بتانے کی تکلیف نہیں اُٹھائی کہ اس ضرورت حقہ کے وقت خدا نے کیوں اپنی سنت قدیمہ جاریہ اور عادت مستمرہ وقانون ضروری کے مطابق کسی مامور کو کھڑا نہ کیا اور دنیا کی طرف سے منہ موڑ لیا اور اس کی حالت پر رحم وترس نہ کھایا۔

ندوی صاحب کی طرف سے حضرت اقدس علیہ السلام کی کامیابی کا دبی زبان سے اعتراف

مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ اس وقت

"عوام میں اسرار ورموز۔ خوارق وکرامات اور غیبی اطلاعات خوابوں اور پیشگوئیوں کے سننے کا غیر معمولی شوق پیدا ہو گیا تھا جو شخص یہ جنس جتنی زیادہ پیش کرتا تھا اتنا ہی وہ عوام میں مقبول ہوتا تھا اور ان کی عقیدت و احترام کا مرکز بنتا۔ عیار درویشوں اور چالاک دین فروشوں نے عوام کی اس ذہنیت سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔ طبیعتیں اور دماغ ناقابل فہم چیز کے قبول کرنے کے لئے ہر نئی چیز کو ماننے کے لئے ہر دعوت وتحریک کا ساتھ دینے کے لئے اور ہر روایت وافسانے کی تصدیق کے لئے تیار ہو گئی تھیں (القادیانیہ)"

مگر یہاں بھی مولوی صاحب نے حضرت اقدس کے مقابلہ میں ان لوگوں میں سے کسی کا بھی نام نہیں لیا جو اس وقت اس ضرورت زمانہ سے فائدہ اُٹھانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور یہ نہیں بتایا کہ ان میں سے کس کس کو کیا کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ اور نہ ہی اُنہوں نے یہ بتایا ہے کہ عوام تو خیر عوام خواص علماء نے آپ کو کیوں قبول کر لیا۔ کیا وہ قرآن واحادیث کے منشاء کو نہ سمجھتے تھے۔ مولوی صاحب اس امر کو بھی پی گئے ہیں کہ حضرت اقدس کا دعوےٰ سنتے ہی علماء نے آپ پر کفر کے فتوے دیئے، واجب القتل ٹھہرایا۔ مقدمات چلائے پورا زور لگایا کہ آپ کو فیل و ناکام کر دیا جائے۔ مگر اس شدید مخالفت کے خلاف خدا نے آپ کا ساتھ دیا۔ نہ عوام متوجہ ہوئے نہ اکثر علماء مولوی صاحب اصل حقیقت پر پردہ ڈال کر یہ بتلا دینا چاہتے ہیں کہ بغیر کسی مخالفت و مقابلہ کے آپ کامیاب ہو گئے۔ خیر اتنا بھی غنیمت ہے کہ آپ نے دبی زبان سے آپ کی کامیابی کو مان لیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کو

"اپنی دعوت اور اپنے حوصلوں اور بلند ارادوں کی تکمیل کے لئے مناسب زمانہ اور مناسب جگہ ملی طبیعتوں کی عام بے چینی عوام کی عجائب پرستی۔ معتدل ذرائع اصلاح وانقلاب سے مایوسی۔ علماء کے وقار واعتماد کا زوال وتنزل۔ مذہبی بحثوں کی گرم بازاری اور اس کے نتیجہ میں عام مذہبی ذوق تجسّس اور طبیعتوں کی آمادگی ہر چیز ان کے لئے ممد ومعاون اور ساز گار ثابت ہوئی۔"

(ایضاً صفحہ ۱۰)

دیکھا آپ نے ندوی صاحب کو موت کا کرشمہ کہ وہ آپ کی کامیابی کو تائید الٰہی کی بجائے ادھر ادھر کے ڈھکوسلوں کا نتیجہ بتا رہے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے اطلاع پا کر آپ نے اعلان فرما دیا تھا کہ اگرچہ دنیا مجھے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں مگر خدا تعالےٰ میری مقبولیت کے لئے غیر معمولی سامان پیدا کرے گا اور مخالف و معاندانہ ذلیل وخوار اور ناکام و نامراد رہیں گے اور یہ سلسلہ بڑے زور سے پھیلے گا۔ یہاں تک کہ وہ ساری زمین پر محیط ہو جائے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ نیز فرمایا ہے:-

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

چنانچہ ندوی صاحب کی طرح پہاڑوں جیسی علماء کی شخصیتیں بری طرح ناکام ہوئیں اور خدا نے آپ کو کامیاب کیا۔ ندوی صاحب کو سوچنا چاہیئے تھا کہ اگر کامیابی کے یہی ذرائع ہیں جو اُنہوں نے بیان کئے ہیں۔ جو معاندین اسلام آریہ اور عیسائی بھی یہی باتیں پیش کر کے آنحضرت صلعم کی صداقت و کامیابی کو مشتبہ کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ وہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلعم کی کامیابی کے ذرائع حقیقی نہ تھے بلکہ حالات زمانہ نے ان کو آگے بڑھنے کا موقع دے دیا تھا۔ ورنہ تائید الٰہی ان کے ساتھ نہ تھی۔ چنانچہ عیسائی اسلام کی کامیابی کا ایک ذریعہ یہی بتاتے ہیں کہ اس وقت کے حالات نے اور دیگر اقوام کے زوال نے آپ کی کامیابی کا موقع پیدا کر دیا تھا۔ ایرانی حکومت اور رومن ایمپائر میں زوال آ چکا تھا مسلمانوں نے حملہ کر کے اسے زیر کر لیا۔ یہ کونسی بہادری ہے حالات ساز گار تھے لوگ اس وقت کے نظاموں سے بیزار ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے اسلامی تحریک کو ایک نئی تحریک دیکھ کر اپنا لیا۔ یہ ہے ندوی صاحب کی تقریر کا نتیجہ جسے وہ سمجھنے سے قاصر رہے ہیں اور اعتراض کے رنگ میں اپنے پاؤں پر آپ ہی کلہاڑی چلائی ہے۔ یہ ہے مولوی ندوی صاحب کی تاریخ دانی کی حقیقت۔

ندوی صاحب نے حضرت اقدس کی کامیابی کی ایک اور من گھڑت وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ

"دوسری طرف حکومت وقت سکھوں جو مجاہدین کی تحریک سے زک اُٹھا چکی تھی۔ اور مسلمانوں کے جذبۂ جہاد اور جوش مذہبی سے پریشان وہراساں رہتی تھی) اس تحریک کا خیر مقدم کیا جس نے حکومت برطانیہ کے ساتھ وفاداری اور اخلاص کو اپنے بنیادی عقائد اور مقاصد میں شامل کیا تھا۔ اور جس کے بانی کا حکومت کے ساتھ قدیم اور غیر مشتبہ تعلق تھا۔ ان تمام عناصر واسباب نے مل کر وہ مناسب ومعاون ماحول فراہم کیا جس میں یہ تحریک وجود میں آئی اور اس نے اپنے پیرو اور ہمخیال پیدا کر لئے۔ اور ایک مستقل فرقہ کی بنیاد پڑ گئی۔"

(ایضاً صفحہ ۱۸-۱۹)

مولوی صاحب نے اس بیان میں بڑی لغزش کھائی ہے۔ اور ناکام مجاہدین کی تحریک کے متعلق لکھا ہے کہ حکومت وقت اس سے زک اُٹھا چکی تھی اور کسی مدد گار تحریک کی محتاج تھی۔ دوم مسلمانان وقت کے جھوٹے جذبۂ جہاد کا ذکر کیا ہے۔ مگر مسلمانوں کا اگر ایسا ہی مزعومہ جذبۂ جہاد ہوتا تو انگریز کو اسی وقت کان سے پکڑ کر ملک بدر کر کے اس کا ثبوت بہم پہنچاتے۔ مگر وہ ایسا نہ کر سکے لیکن اس کے باوجود ندوی صاحب مسلمانوں کے جھوٹے جذبۂ جہاد پر بغلیں بجا رہے ہیں۔ وہ تحریک احمدیت کے وقتی ممانعت جہاد بالسیف پر تو بڑے سیخ پا ہوتے ہیں۔ مگر کبھی اپنے اس مزعومہ جذبۂ جہاد کا انہوں نے کوئی عملی ثبوت پیش نہ کیا۔ اور ہمیشہ اغیار سے مار ہی کھاتے رہے۔ حکومت کی اطاعت اور تعاون کے متعلق ہم ندوی صاحب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اگر خلاف تھا تو ندوی صاحب اس کی کوئی سند پیش کرتے ہم اس پر غور کر سکتے تھے مگر انہوں نے تو اپنی تحریر میں اس کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ اور متنازعہ فیہ مسائل کو جن میں علماء احمدیت سے شکست کھا چکے ہیں۔ ہم ان سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح ناصری کیا رومی حکومت کے تحت نہ تھے اور کیا اس کے قانون ودستور کے پابند نہ تھے۔ کیا رومی حکومت نے ان کا مذہب اختیار کر لیا ہوا تھا۔ یا وہ اس سے قطعی طور پر بیگانہ تھی۔

امتحان ناصرات الاحمدیہ بھارت!

بتاریخ ۲۵ ظہور (اگست) ہوگا

قبل ازیں اخبار بدر میں ناصرات الاحمدیہ کے امتحان کا اعلان شائع کیا گیا تھا اور تمام مجالس کو بھی اس کی اطلاع بار بار بھجواتے ہوئے یہ لکھا گیا تھا کہ وہ اپنی اپنی ناصرات کی تعداد بھجوا دیں لیکن ابھی تک سوائے ایک یا دو لجنات کے کسی کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک ناصرات کے امتحان کی کوئی تیاری نہیں

ان حالات کو دیکھتے ہوئے میں نے امتحان کی تاریخ آگے بڑھا دینی مناسب سمجھی ہے۔ اب بجائے ۲۸ رفا کے امتحان انشاء اللہ ۲۵ ظہور (اگست) کو ہوگا تمام لجنات کو اعلان کے ذریعہ توجہ کیا جاتا ہے کہ اپنی اپنی ناصرات کو اچھی طرح تیاری کروائیں اور کوئی بچی ایسی نہ رہے جو امتحان میں شامل نہ ہو۔

امید ہے کہ ممبرات وعہدیداران جلد مرکز کو اس بارہ میں اطلاع دیں گی امتحان کا نصاب درج ذیل ہے:
(۱) بڑا گروپ تاریخ احمدیت (دوسرا حصہ۔ پارہ اوّل مکمل قرآن مجید ۱۶۲ با ترجمہ (۲) چھوٹا گروپ اسلام کی پہلی کتاب

(صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان)

مسیح ناصریؑ کے کفن کی سائینسی تحقیقات

بقیہ صفحہ اوّل

دراصل یہ تین ہتھیار ایسے ہیں کہ ان میں سے ایک یعنی دعا دوسرے دو ہتھیاروں کو منصۂ شہود پر لانے اور ان کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کا باعث ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں ہی کے نتیجہ میں کسرِ صلیب کے سلسلہ میں آج تک نئے سے نئے دلائل ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ اور آیات سماویہ جو معجزانہ کیفیات کی حامل ہیں، دنیا کو یہ یقین کرنے پر مجبور کر رہی ہیں کہ حضرت مسیح ناصریؑ نے صلیب پر وفات نہیں پائی۔ وہ زندہ اُتار لئے گئے تھے۔ زندہ ہی قبر میں رکھے گئے اور زندہ ہی قبر سے باہر آ کر اپنے حواریوں سے ملے اور اس کے بعد ایک طویل سفر اختیار کر کے کشمیر میں زندگی کے باقیماندہ دن گزار کر اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔

ان آیات سماویہ کی ایک کڑی وہ **کفن** ہے جو صلیبی جنگوں کے دوران چودھویں صدی میں ٹورین (TURIN) کے راہب خانہ سے عیسائیوں کو ملا۔ اگرچہ یہ کفن چودھویں صدی ہی سے یورپ میں نہایت احتیاط کے ساتھ محفوظ طریقوں پر رکھا جا رہا ہے، لیکن اس کی افادیت کا اظہار حال ہی میں ہونا شروع ہوا ہے۔ سائینسی طریقوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اب متعدد سائنسدان اس نتیجہ پر پہنچ چکے ہیں کہ اس کفن کے متعلق لوگوں نے جن شکوک و شبہات کا اظہار کیا تھا وہ سراسر غلط تھے۔ اور کہ یہ وہی کپڑا ہے جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو صلیب سے اُتار کر لپیٹا گیا تھا۔ وہ دوائیں جو مرہم عیسیٰ کے نام سے طبّی کتب میں مذکور ہیں کچھ ایسی تھیں کہ گویا وہ کپڑے کو منفی فلم کی طرح بنا دیتی تھیں۔ آج تک اس کپڑے پر حضرت مسیح ناصریؑ کے جسم کے مَس ہونے کے اتنے واضح نشانات موجود ہیں کہ فوٹو گرافروں نے اس کپڑے سے حضرت مسیح ناصریؑ کی تصاویر بھی نہایت کامیابی کے ساتھ تیار کی ہیں۔

اس کفن کی سائینسی تحقیقات سے متعلق حال ہی میں جرمنی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا ترجمہ بعض دوسری زبانوں میں بھی ہو چکا ہے ۱۹۶۶ء میں ڈچ زبان میں اس کا ترجمہ ہوا تھا۔ یہ بات قارئین کیلئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جس فرم نے یہ ترجمہ شائع کیا ہے اس نے حضرت مولانا جلال الدین شمس رضی اللہ عنہ کی کتاب

Where did Jesus die

(عیسیٰ علیہ السلام کہاں فوت ہوئے) میں بھی بہت دلچسپی لی ہے اور اپنے خرچ پر اس کتاب کو شائع بھی کیا ہے۔

جرمن کتاب جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ایک رومن کیتھولک کی تصنیف ہے جس نے فوٹو گرافی کی نہایت جدید سائینسی ایجادات سے مدد لے کر مختلف زاویوں سے کفن کی تصاویر لے کر یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح ناصری اس کفن میں زندہ ہی لپیٹے گئے تھے جس کا مطلب دوسرے الفاظ میں یہ ہے کہ **وہ صلیب سے زندہ ہی اُتارے گئے تھے**۔ چنانچہ اس نے کتاب کا نام ہی **"مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے"** رکھا ہے

ڈچ زبان میں جو ترجمہ شائع ہوا ہے اس کے تعارف کے طور پر پبلشر نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس کا نام بھی کسرِ صلیب کی راہ میں ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ پمفلٹ کا نام ہے:-

"حیرت انگیز انکشافات روایتی مسیحی عقیدہ کو مخدوش بنا رہے ہیں۔ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ اس جسدِ عنصری کے گوشت پوست کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح عہد نامہ قدیم کی پیشگوئیوں کو پورا کرنے والے ثابت ہوئے"۔

تعارف نامہ میں بتایا گیا ہے کہ کتاب کے مندرجات ایک بین الاقوامی تنظیم کی سالہا سال کی محنت سے کی ہوئی تحقیق کا نتیجہ ہیں اور کہ اس کفن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس وقت حضرت مسیح ناصریؑ کو صلیب سے اُتار کر اس میں لپیٹا گیا تھا اس وقت آپ زندہ تھے۔ مسیح ناصریؑ کے دل کی دھڑکن نے اس کفن پر جو اثرات چھوڑے ہیں وہ بھی اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ وہ صلیب سے زندہ ہی اُتارے گئے تھے۔ اور یہود اپنے ارادوں میں ناکام ہو گئے تھے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ جو انہیں صلیب پر مارنا چاہتے تھے وہ تمام کوششوں کے باوجود اپنی مراد کو نہ پا سکے

عیسائیوں نے اس کفن کو ہمیشہ تبرک کے طور پر محفوظ رکھا ہے۔ رومی حکومت کے زوال کے بعد اسے Byzantium (بائی زین ٹیئم) کے مقام پر لا کر رکھا گیا۔ یہ مقام رومی حکومت کے مشرقی حصّہ کا ایک بڑا شہر تھا۔ اس جگہ یہ کفن تقریباً تین سو سال تک نہایت عزت و تکریم کے ساتھ رکھا گیا۔ اس کے بعد اسے فرانس لایا گیا۔ ۱۵۷۲ء میں یہ کفن اٹلی میں ٹورین کے مقام پر لایا گیا۔ جہاں اب تک مقدس یادگار کے طور پر محفوظ ہے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے اس کے مستند ہونے میں شبہ کا اظہار کیا ہے لیکن اب تک اس کفن پر اتنی سائینسی تحقیق ہو چکی ہے کہ اب شبہ کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

حال ہی میں اٹلی کے ایک فوٹو گرافر کو کیتھولک چرچ کی طرف سے یہ حکم ملا تھا کہ وہ اس کفن کی تصاویر لیں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ مسیح کے صلیبی واقعہ کے بعد جو باتیں ڈرامائی انداز میں وقوع پذیر ہوئیں ان کے متعلق مزید تفصیلات حاصل کرنے میں یہ کفن کس حد تک مدد دے سکتا ہے

ایک دفعہ اس کپڑے کو آگ بھی لگ گئی تھی۔ لیکن چونکہ اسے کسرِ صلیب کے سلسلہ میں ایک آسمانی نشان کی صورت اختیار کر لی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تقویت پہنچانے کا باعث بننا تھا اس لئے آگ کے دھبے تو موجود ہیں لیکن کفن کو کوئی ایسا نقصان نہ پہنچا تھا جس سے اس کے وہ آثار مٹ جاتے جن سے حضرت مسیح ناصریؑ کا اس میں زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکورہ بالا کتاب کے تعارف نامہ ہی میں یہ بھی تحریر ہے کہ:-

"خون کے نشانات بتلاتے ہیں کہ صلیب سے اُترنے کے بعد بھی دوران خون جاری تھا اور حرکتِ قلب بھی معمول پر تھی۔ مسیح کے پہلو میں جو ایک سپاہی نے بھالا مارا تھا اس کی جگہ بھی خون کے نشانات کی مدد سے متعین کی جا سکتی ہے دراصل بھالا ایسی جگہ لگا تھا جہاں سے دل کو کوئی گزند نہ پہنچ سکتا تھا۔ اس تحقیق کا جو اہم ترین نتیجہ نکلا ہے وہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ خون کے اس طرح کے دھبے صرف اس جسم سے لگ سکتے ہیں جس میں دل ابھی حرکت کر رہا ہو۔ پس واقعۂ صلیب کے بعد بھی مسیح زندہ تھے"

اس کتاب کے مصنّف کے علاوہ بھی متعدد محققین نے اس کفن کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا ہے اور تصاویر کے ذریعہ اور دیگر کئی قسم کے تجارب کے بعد یہ تمام لوگ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اس کفن میں لپیٹے جانے کے وقت سے اور قبر سے باہر نکلنے تک حضرت مسیح ناصری زندہ تھے

ستائیس فروری ۱۹۶۷ء کو نیوزی لینڈ کے ایک اخبار ویکلی نیوز میں اوڈیٹے چرنائن (Odette Tchernine) کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس کا عنوان تھا "مقدس کفن سے مسیح کا چہرہ صاف ظاہر ہوتا ہے"

مضمون یوں شروع ہوتا ہے:-

"کیا مسیح ایسے ہی تھے (یعنی چہرہ مہرہ کیسے لگتا تھا ہے) کیا یہ ان کی اصل تصویر ہے؟ ...."

مذہبی حلقوں میں اس پر تعجب کا اظہار کیا جا رہا ہے اور اس امر کو اکثر زیر بحث لایا جاتا ہے۔ دراصل یہ موضوعِ گفتگو ایک بم کی صورت میں لندن کے ۴۵ سالہ فوٹو گرافر لیووالا (Leovala) نے سائینسی حلقوں میں پھینکا ہے۔ اس فوٹو گرافر نے جو اپنے آپ کو لامذہب کہتے ہیں یہ تصویر ٹورین کے کفن سے ـــــ جو کہ بعض لوگوں کی نظروں میں مستند نہیں ـــــ تیار کی ہے۔ یہ کفن تیرہ فٹ چھ انچ لمبا ہے۔ اور صلیب کے بعد مسیحؑ کے جسم کو اس میں لپیٹا گیا تھا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جن دواؤں کو مسیحؑ کے جسم پر ملا گیا تھا انہوں نے اس کپڑے پر ایسے نقوش چھوڑے ہیں کہ گویا یہ کپڑا منفی فلم بن گیا ہے۔ "لیووالا" نے جو کہ سہ طرفی تصاویر کے ماہر ہیں نہایت چابکدستی سے اور ذہانت کو بروئے کار لاتے ہوئے مسیح کی تصویر تیار کی ہے اس مضمون کے ساتھ انہوں نے حضرت مسیح ناصریؑ کے چہرے کی متعدد اور مختلف زاویوں سے تصاویر بھی دی ہیں اور کفن میں لپٹے ہونے کی حالت کی بھی ایک تصویر پیش کی گئی ہے

اسی طرح امریکہ کے اخبار "نیوز ویک" نے ۲۹؍ اپریل ۱۹۶۸ء کی اشاعت میں مذہب کے کالم میں ایک مضمون شائع کیا ہے جس کا عنوان ہے **"کفن کا راز"** یہ مضمون فیبر پوپ کے ایک لائبریرین گیولیوریکی (Giuloricci) کی اٹھارہ سالہ تحقیق سے متعلق ہے مسٹر رکی جو دو اہم کتب کے مصنف بھی ہیں اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ ٹورین کا کفن واقعی وہی کفن ہے جس میں حضرت مسیح ناصریؑ کو صلیب کے بعد رکھا گیا تھا۔ ان کا خیال ہے کہ مسیح ناصری کی تصاویر اور مورتیں جو ایک لمبے عرصہ سے منظر عام پر آ رہے ہیں اور جن کے متعلق عام لوگوں کا خیال ہے کہ وہ واقعی مسیح ناصری ہی کی شبیہ ہیں دراصل ان کی شبیہ نہیں ہیں "نیوز ویک" کے مضمون کا آغاز یوں ہوتا ہے:- "عیسیٰ علیہ السلام کتنے بڑے تھے (یعنی لمبے کتنے تھے اور بھاری بھر کم تھے یا ہلکے پھلکے) مسیح کی تصاویر جن میں انہیں ایک لمبا سا شخص دکھایا گیا ہے درست نہیں ہیں۔ کم از کم ایک اطالوی عالم کا یہی خیال ہے کہ یہ تصاویر درست نہیں ہیں) ان کے خیال میں مسیح ناصریؑ پانچ فٹ چار انچ سے کسی قدر کم قد کے تھے اور ان کا وزن صرف ایک سو چھپن پونڈ تھا۔

اس مضمون میں جو مزید تفاصیل دی گئی ہیں ان سے مسیحؑ کے صلیب تک جانے کے راستے میں مار پیٹ اور صلیب کے وزن وغیرہ کے متعلق معلومات حاصل ہوتی ہیں مضمون نگار لکھتے ہیں کہ اگرچہ بعض لوگوں نے اس کفن کے متعلق شبہات کا ذکر کیا ہے [illegible]
L'OSSERVATORE [illegible]

DALLA DOMENICA

رکی (Ricci) کی تحقیق سے بہت متاثر ہوا ہے۔ رکی نے اس یقین کا اظہار کیا ہے کہ کفن پر صاف طور پر ایسے نشانات دکھائی دیتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں رکھے جانے والے شخص کو مارا پیٹا گیا تھا۔ اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا گیا تھا۔ اسے صلیب دی گئی تھی اور کسی تیز دھار والی چیز سے اس کے جسم میں زخم لگایا گیا تھا۔ رکی کا یہ بھی کہنا ہے کہ جب مسیح صلیب اٹھا کر صلیب گاہ کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں چھڑی سے جو انہیں مارا گیا تھا اس کے **اٹھانوے نشان** تو بالکل ظاہر ہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک سو بیس نشان ہوں

اپنی تحقیق کے نتیجہ میں جو اہم بات انہوں نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ مسیح ناصری کو صلیب پر اس طرح لٹکایا گیا تھا کہ ان کے پاؤں میں (پاؤں کے اوپر دایاں) بھی میخ گاڑی گئی تھی۔ اس لئے مسیح دوسرے لوگوں کی طرح جلدی فوت نہ ہوئے بلکہ زیادہ دیر تک زندہ رہے۔ ان کا خیال ہے کہ اگر پاؤں میں میخ نہ گاڑی جاتی تو وہ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں فوت ہو جاتے

اس کفن کے متعلق جو تحقیق اب تک ہو چکی ہے (اور مزید ثبوت بھی مہیا کئے جا رہے ہیں) اس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام صلیب پر سے زندہ ہی اتارے گئے تھے اور قبر میں زندہ ہی رکھے گئے تھے اس لئے قبر سے باہر نکلنا اور اپنے حواریوں سے باتیں کرنا کسی طرح بھی اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ وہ مُردوں سے جی اُٹھے تھے انہوں نے خود یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ یونس نبی کی طرح زندہ ہی زمین کے پیٹ میں داخل ہوں گے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے بڑی شان سے پوری ہوئی۔ اگرچہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ثبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جنہیں رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کاسرِ صلیب کا لقب عطا فرمایا تھا اس زمانہ میں دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ ثبوت کے کچھ حصے تو حضور علیہ السلام نے دلائل و براہین کے رنگ میں پیش فرما دیئے اور کچھ آیاتِ سماویہ پر چھوڑ دئے۔ چنانچہ آیاتِ سماویہ معجزانہ رنگ میں ظاہر ہو رہی ہیں اور حضرت کاسرِ صلیب کے دلائل کی مزید مضبوطی کا باعث بن رہی ہیں۔ ٹورین کا کفن ان آیاتِ سماویہ ہی کی ایک کڑی ہے

یہ عجیب بات ہے کہ اس کفن کی تحقیق کے سلسلہ میں جو کچھ بھی معلوم ہو سکا ہے اس کا منبع وہ دوائیں ہی ہیں جو مسیح کے جسم پر لگائی گئی تھیں اور جن کی وجہ سے اس کفن پر مسیح کے جسم مو م

ہم کے نقوش اور ان کے دل کی حرکت کے آثار باقی رہ گئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب "کتاب البریہ" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ مرہم پوشیدہ راز کا نہایت یقینی طور پر پتہ لگاتی ہے اور قطعی طور پر ظاہر کرتی ہے کہ درحقیقت حضرت عیسٰی علیہ السلام صلیبی موت سے بچائے گئے تھے" (ص۲۰۳)

بلاشبہ اس کفن نے مسیح ناصریؑ کے صلیبی موت سے بچنے کے دلائل بہم پہنچائے ہیں تو مرہم نے بھی کوئی کم کردار ادا نہیں کیا۔

(ماہنامہ تحریک جدید ربوہ۔ وفا ۱۳۴۷ ہش)

اداریہ بقیہ صفحہ ۲

اور سچائی اور یقین کے جواہر ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامنِ استعداد پُر ہو جائیں"

اس کے ثبوت میں حضور نے فرمایا:۔

"اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں۔ بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکہ کا نشان ہے یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں:۔

- مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دینِ اسلام ہی سچا ہے
- مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔
- مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُر حکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
- اور مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اختلافات کا حَکَم ہوں۔"

آخر میں چیلنج کے رنگ میں حضور نے فرمایا:۔

"اگر اب صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو۔ اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو——

اور میں صرف یہی دعوےٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالےٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارقِ عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کر کے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالےٰ سے یہ نعمت پائے گا —— مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے اور یاد رکھیں ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیقت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔" (اربعین ۱ مورخہ ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء)

اب فرمایئے اس کے بعد اور کونسی اہم بات باقی رہ گئی جس کی انسانیت کو اس وقت ضرورت ہے اور اس زمانہ کے مامور اور مرسل کی طرف سے واضح رنگ میں دے دئے جانے کا اظہار نہیں کیا گیا۔؟ کوئی ہے جو اس دولت کو اپنے دامن میں سمیٹ لے!! ؎

ساغرِ حُسن تو پُر ہے کوئی میخوار بھی ہو ہے وہ بے پردہ کوئی طالبِ دیدار بھی ہو

مرکز میں ضرورت ہے

دفتر ہذا کو انسپکٹر تحریکِ جدید کے طور پر ایک مخلص نوجوان اور محنتی کارکن کی ضرورت ہے جو کم از کم مولوی فاضل ہو۔ یا اگر میٹرک پاس ہو تو دینی تعلیم سے بہرہ ور ہو۔ اور ضرورت پڑنے پر تقریر بھی اچھی طرح کر سکتا ہو۔ حساب و کتاب رکھنے اور دوسروں کو سمجھانے کا اہل ہو۔ قواعد کے مطابق ۹۰ - ۴ - ۱۳۰ کے گریڈ میں تنخواہ ۹۰ روپے ہوگی اور قادیان میں رہائش کی سہولت حاصل ہوگی خدمتِ دین کا شوق رکھنے والے نوجوان اپنی درخواستیں مع نقول سرٹیفیکیٹ مقامی امیر یا صدر کی معرفت جلد از جلد بھجوا دیں

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

آپ کا
چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ اگست ۱۹۶۸ء میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اوّلین فرصت میں ایک سال کا چندہ آٹھ روپے بھجوا کر ممنون فرمائیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرمادیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے

مینیجر اخبار بدر قادیان

خریداری نمبر	نام
۱۰۱۵	مرزا بشیر علی بیگ صاحب
۱۰۵۵	ابن داؤدی ندیم صاحب
۱۰۸۳	اے اے پکوکی صاحب
۱۰۸۶	بشیر عالم صاحب بی ڈی او
۱۱۴۷	میسرز مشتاق احمد سراج الدین صاحبان
۱۱۵۷	بابو غلام رسول صاحب اوورسیئر
۱۱۷۳	قاضی حکیم الدین صاحب
۱۲۶۹	سید علام الدین صاحب
۱۲۸۱	جے عابد حسین صاحب
۱۳۰۷	سید اختر احمد صاحب
۱۳۳۰	بابو عبد الکریم صاحب
۱۳۶۷	ایم اے رشید صاحب
۱۵۹۹	سید عبید السلام صاحب
۱۶۴۳	شیخ محبوب صاحب کوتوال
۱۶۴۹	سید محمد شاہ صاحب
۱۸۱۷	عبد الستار صاحب بسکٹ فیکٹری
۱۸۶۵	شیخ فضل احمد صاحب اوورسیئر
۱۸۶۹	عبد الباری صاحب بیکنگ
۱۸۷۲	بیگم صاحبہ فاضل الدین صاحب
۱۸۷۶	سید عبد الجبار صاحب

زکوٰۃ کی ادائیگی آپ کے اموال کو پاک کرتی ہے

ادائیگی چندہ جات اور یاد دہانیاں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اس سال مجلس مشاورت ۱۳۴۷ ہش / ۱۹۶۸ء کے موقعہ پر فضلِ عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ اصولی ہدایت فرمائی ہے کہ:۔

"یہ صحیح ہے کہ اس کی (ادائیگی چندہ جات کی) اصل ذمہ داری جماعتوں پر ہے اور اسے انہیں بڑی بشاشت کے ساتھ نبھانا چاہیئے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ یہ سارا انتظام مرکز میں اس لئے ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کے حکم **ذَكِّر** کے ماتحت یاد دہانی کرواتا چلا جائے

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۳۴۷ ہش صفحہ ۲)

وکیل المال تحریک جدید قادیان

منظوری انتخاب عہدیداران

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان برائے سال ۱۳۴۷/۴۹ ہش / ۱۹۶۸-۷۰ء

(۲۴) الانلور LALLANALLUR

پریذیڈنٹ ۔ مکرم اے عبدالغفار صاحب A.ABDUL
سیکرٹری مال ۔ رر ٹی رائیو صاحب T.RAYU
رر تعلیم وتربیت رر کے محمد کمال صاحب
رر تبلیغ ۔ مکرم سی کنجا کنی عرف کنجو پاتو
امام الصلوٰۃ رر مولوی کے کنجی علی صاحب

(۲۵) کیرڈنگاپلی KARONAGAPLI

صدر ۔ مکرم ایم محمد الدین صاحب کنجو
نائب صدر ۔ ایم محمد یوسف صاحب L.M.A.B
جنرل سیکرٹری ۔ اے عبدالرشید صاحب B.A
سیکرٹری تبلیغ ۔ آئی محمد کنجو صاحب
رر تعلیم ۔ ایم عبدالرحمٰن صاحب
رر امور عامہ ۔ عبدالوہاب صاحب M.A.B.T
رر مال ۔ ایم کے عبدالقادر صاحب
رر ضیافت ۔ پی ۔ ایچ عبدالواحد صاحب
رر جائیداد ۔ کے ایم زین الدین صاحب
رر امین ۔ کے محمد کنجو صاحب Treasurer
آڈیٹر ۔ پی اے محمد کنجو صاحب

۲۶ ۔ کیرولائی

صدر ۔ مکرم ٹی کے ویرانکٹی صاحب
سیکرٹری مال ۔ رر کنجالان کٹی صاحب
رر تعلیم ۔ سی ایچ محمد صاحب
رر تبلیغ ۔ مکرم ڈی ایچ محمد کنجو صاحب
نوکا سیکرٹری امور عامہ ۔ مکرم پی محمد کریم صاحب

(۲۷) پارٹی پورہ

صدر ۔ مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب
سیکرٹری مال رر غلام محمد صاحب مون
رر تبلیغ رر غلام نبی صاحب
رر امور عامہ رر عبدالمجید صاحب
رر وصایا رر محمد خلیل صاحب
رر وقف جدید رر حکیم محمد غلام محمد صاحب
نائب سیکرٹری رر غلام احمد صاحب
سیکرٹری تعلیم رر میر عبدالمجید صاحب
محاسب وامین رر حکیم میر غلام محمد صاحب

(۲۸) کوڈنجیور

صدر ۔ مکرم ایم سی محمد صاحب
سیکرٹری مال رر ای کے محمد صاحب
رر تبلیغ رر کے عبدالرحمٰن صاحب
آڈیٹر ۔ رر ایم اے محمد صاحب
امین ۔ رر اے ایم آئی مرکو
سیکرٹری ضیافت رر پی کے کویا کٹی صاحب

(۲۹) موگیر

صدر ۔ مکرم مولوی عبدالسلام صاحب
نائب صدر ۔ مکرم سید سلیمان صاحب
سیکرٹری مال رر سید عبدالجبار صاحب
رر تربیت ۔ ان کا انتخاب کرایا جائے
پہلا انتخاب نامنظور رہے

(۳۰) موگرال

صدر ۔ مکرم ایم عبدالرشید صاحب
نائب صدر رر موسیٰ حسن صاحب
سیکرٹری مال
رر امور عامہ } مکرم صدیق امیر علی صاحب
رر جنرل
سیکرٹری تبلیغ و آڈیٹر ۔ مکرم محمد یوسف صاحب
رر تعلیم و امام الصلوٰۃ ۔ رر ابوبکر صاحب ماہ باری
رر جائیداد ۔ رر اے بی عبداللہ صاحب

(۳۱) یادگیر ۔ YADGIR

سیکرٹری تبلیغ ۔ مکرم رفعت اللہ صاحب غوری
رر تعلیم ۔ مکرم حکیم عبدالعلی صاحب
رر مال ۔ مکرم مولوی محمد امام صاحب غوری
رر تحریک جدید و وقف جدید } مکرم سیٹھ عبدالصمد صاحب
سیکرٹری ضیافت مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب
امام الصلوٰۃ ۔ رر مولوی محمد اسلم صاحب غوری
سیکرٹری امور عامہ و خارجہ } رر سیٹھ محمد ادریس صاحب
تاثنی ۔ مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری
آڈیٹر ۔ رر سیٹھ رحمت اللہ صاحب غوری
امین ۔ رر مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری

(۳۲) یکوڑ

صدر ۔ مکرم قربان علی صاحب
سیکرٹری مال رر عبدالعزیز صاحب
رر تبلیغ رر عبدالمجید صاحب
رر تعلیم وتربیت رر عبدالمجید صاحب

(۳۲) کونڈرہ

صدر ۔ مکرم مرزا امیر بیگ صاحب
سیکرٹری مال رر عبدالرزاق صاحب

(۳۳) ساؤنٹ وارڈی پانڈہ)

صدر و سیکرٹری مال مکرم ایس ایم یوسف صاحب
سیکرٹری تبلیغ و تعلیم ۔ رر عبدالقادر صاحب
رر مال برائے چندہ رر ابراہیم صاحب
رر امور عامہ ۔ رر یوسف خان صاحب

نوٹ :۔ پہلے غلطی سے نام چھپ گئے تھے ۔ لہٰذا اس کی درستی کر لی جائے ۔

وصیتیں

نوٹ :۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے بارے میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیں ۔ —— سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۷۵ ۔ بشیر احمد طاہر ولد رام چند دوبے قوم احمدی پیشہ معلم عمر ۲۵ سال بیعت ۵۹-۹-۱۹ ساکن قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے میرا گذارہ اس وقت ماہوار الاؤنس پر ہے ۔ جو اس وقت بالمقطعہ /۷۵ روپیہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان سے ملتا ہے ۔ میں اپنی موجودہ و آئندہ آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میری وفات کے وقت میری جو جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد بشیر احمد طاہر موصی

گواہ شد	گواہ شد
محمد احمد مقان کارکن دفتر بہشتی مقبرہ ولد چوہدری نور محمد خان صاحب قادیان	عنایت الٰہی خان ولد فضل الٰہی خان صاحب درویش قادیان ۶۸/۱۰/۲۲

وصیت نمبر ۱۳۶۸۱ ۔ محمد شفیع اللہ ولد مکرم بی ۔ ایم عبدالرحیم صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر چھتیس سال پیدائشی احمدی ساکن بنگلور شہر ڈاک خانہ عامو (؟) بنگلور میسور سٹیٹ ۔ میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد مندرجہ ذیل ہے ۔

۱۔ قطعہ زمین نمبری ۱۵/۲ رقبہ ۴۵×۰۰ فٹ قیمتی آٹھ ہزار روپیہ واقعہ ... آؤٹ بنگلور شہر)
۲۔ مکرم موسیٰ رضا صاحب اینڈ سنز بنگلور میں میرا حصہ بیس ہزار روپیہ کا ہے (۲۰۰۰۰)
۳۔ میری سالانہ آمد پانچ ہزار روپیہ ہے ۔

میں اپنی آمد جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں ۔ میری یہ وصیت اس جائیداد پر بھی حاوی ہوگی ۔ میں اپنی آمد کے متعلق ہر سال اطلاع دیتا رہوں گا کہ کتنی ہوئی ۔ اور کوشش کروں گا کہ بالاقساط حصہ جائیداد ادا کر دوں ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ۔ آمین ۔

العبد محمد شفیع اللہ موصی ۶۸/۱۰/۱۷

گواہ شد	گواہ شد
حکیم محمد دین عفی عنہ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ بنگلور ۶۸/۱۰/۲۲	محمد سیف اللہ احمدی برادر موصی ولد بی ۔ ایم عبدالرحیم صاحب بنگلور

کاتب الحروف حکیم صلاح الدین ایم ۔ اے وکیل المال تحریک جدید

دعائے مغفرت ۔ خاکسار کی والدہ ایک طویل علالت کے بعد مورخہ ۲۴ ... کو وفات پا گئیں ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ جملہ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے ۔ خاکسار عبدالسلیم حکیم ...

بقایا دار احباب اور جماعتوں کی فوری توجہ کیلئے

موجودہ مالی سال کی سہ ماہی اول ختم ہو رہی ہے جملہ جماعت ہائے احمدیہ ان کے سہ ماہی بجٹ کی وصولی اور بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی بعض جماعتیں ایسی ہیں کہ جن کے ذمہ موجودہ تین ماہ کے علاوہ گذشتہ سال کی بھی لازمی چندہ جات کی کثیر رقوم بقایا ہیں۔

عہدیداران مال اور ایسے بقایا دار احباب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ جو شخص تین ماہ سے زائد عرصہ تک بقایا دار رہے اس کو جماعتی نظام سے خارج قرار دے دیتے ہیں۔ لہٰذا جملہ بقایا دار افراد کو حضور کے اصولی ارشاد کی روشنی میں اپنے ذمہ کے بقایا چندہ جات کا جلد جائزہ لیں۔ اور اس بات کا تہیہ کریں کہ وہ نہ صرف موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدگی سے ادا کریں گے بلکہ گذشتہ بقایا کی طرف بھی عملی قدم اٹھا کر ذمہ داری کا ثبوت دیں گے تاکہ ان کے چندہ کا حساب صاف ہو سکے۔

عہدیداران مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ ان کو ان کے عہد بیعت کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

کی طرف توجہ دلائیں اور اپنی اپنی جماعتوں کے بقایا دار دوستوں کو ان کے ذمہ بقایا کی وصولی کے لئے مخلصانہ کوشش اور جد و جہد کریں تاکہ موجودہ مالی سال کے آخر تک تمام دوستوں کی سو فی صدی چندہ جات کی وصولی ممکن ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام دوستوں اور عہدیداران کو اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

محررین کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دفاتر میں چند میٹرک پاس محررین کی ضرورت ہے۔ جو اردو انگریزی زبان میں بآسانی لکھ پڑھ سکتے ہوں۔ خواہشمند احمدی نوجوان جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کی کارکنیت میں آنا چاہتے ہوں وہ اپنی درخواستیں اردو زبان میں خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر اور اپنے والدین یا سرپرست کی تحریری اجازت کے ساتھ اور مقامی امیر یا پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کی سفارش کے ساتھ میٹرک سرٹیفکیٹ کی نقل مصدقہ ساتھ شامل کر کے ۱۵ وفا ۱۳۴۷ ہش (۱۵ جولائی ۱۹۶۸ء) تک ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام بھجوا دیں۔ سروس کمیشن کا امتحان پاس کرنے تک مبلغ ۷۵ روپے ماہوار بالمقطعہ وظیفہ ملے گا چھ ماہ کے اندر اندر امتحان پاس کرنا ضروری ہوگا۔ امتحان میں کامیابی کے بعد ۲۲۰-۶-۱۶۰-۵-۱۳۰-۴-۹۰ کے گریڈ میں ۱۰۹ روپیہ ماہوار تنخواہ ملے گی۔ ملازمت کے علاوہ مرکز سلسلہ میں قیام اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کا یہ نادر موقعہ ہے۔ لہٰذا خواہشمند احباب اپنی درخواستیں مندرجہ ذیل کوائف پر مشتمل جلد از جلد بھجوا دیں۔

(۱) نام معہ ولدیت۔ سکونت۔ پورا پتہ۔

(۲) پیدائشی احمدی ہے یا خود بیعت کی ہے۔ خود بیعت کی ہے تو سنہ بیعت کیا ہے۔

(۳) عمر کیا ہے اور صحت کیسی ہے۔

(۴) نام جماعت احمدیہ جس کے ساتھ درخواست دہندہ کا تعلق ہے

(۵) میٹرک پاس کرنے کی تاریخ اور ڈویژن (مصدقہ نقل سرٹیفکیٹ ہمراہ ارسال فرمائیں)

(۶) والدین یا سرپرست کی تحریری اجازت اور امیر یا پریذیڈنٹ جماعت کی سفارش۔

ناظر اعلیٰ قادیان

وقف جدید سال یازدھم کی وصولی سے متعلق

ایک ضروری اعلان

امسال چندہ وقف جدید کی وصولی کی رفتار حسب توقع نہیں بلکہ گذشتہ سال کے مقابل پر بہت ہی کم ہے۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ امراء کرام، صدر صاحبان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد احباب کو بار بار سنائیں اور اس کی افادیت بھی واضح کریں۔

چندہ کی وصولی سے مجھے ان جماعتوں کا علم بخوبی ہو جاتا ہے کہ جن کے بعض عہدیداران مناسب رنگ میں احباب جماعت کو تحریک نہیں کر رہے یا بعض افراد عہدیداران سے ساتھ تعاون نہیں کر رہے۔

بہرحال ان دو صورتوں میں سے کسی ایک کمی کی وجہ سے وصولی پر اثر پڑا ہے اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اس کمی کو دور کرتے ہوئے وقف جدید کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر دیگر ذاتی ضروریات پر اسے مقدم رکھ کر عنداللہ ماجور ہوں گے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:-

"امرائے جماعت کو چاہیئے کہ ... یا انہیں ہٹا کر نئے عہدیدار مقرر کریں اور ... تاکہ اس سلسلہ میں نہ کریں آخر ہم ایک فرد کا لحاظ کر کے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو کیوں نقصان پہنچائیں"۔

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

جملہ امراء صاحبان و پریذیڈنٹ صاحبان جماعت احمدیہ ہندوستان کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے زیر ریزولیوشن نمبر ۱۶۱ اصولی مورخہ ۵/۲۳ ہجرت ۴۷ فیصلہ فرمایا ہے کہ ہندوستان کی جملہ باقاعدہ تشکیل انجمنوں کے انتخابات کی کارروائی کو ملتوی کیا جانا چاہیئے اور مقامی انجمنوں کے صدر صاحبان کو لکھا جائے کہ وہ اپنی مجلس عاملہ میں یہ معاملہ پیش کر کے ان کی رائے دریافت کریں کہ کیا سابقہ سالوں میں ان کے نزدیک صوبائی نظام جماعتی تنظیم کے لحاظ سے مؤثر اور مفید رہا ہے اور آئندہ ان کے نزدیک اسے جاری رکھا جانا چاہیئے یا نہیں؟

اس طرح جن صوبوں میں صوبائی نظام نہ ہو ان سے دریافت کر لیا جائے کہ ان کے نزدیک اگر ان میں صوبائی نظام قائم کیا جائے تو کیا جماعتی کام بہتر رنگ میں سرانجام پا سکتے ہیں؟

مندرجہ بالا اعلان کی روشنی میں جملہ امراء صاحبان و صدر صاحبان جماعت ہائے ہندوستان اپنی اپنی جماعتوں کی مجلس عاملہ میں اس کو پیش کر کے رپورٹ بھجوائیں تا اس کے مطابق صدر انجمن احمدیہ قادیان کی خدمت میں رپورٹ پیش کر کے اس بارہ میں منظوری حاصل کی جا سکے۔ مہربانی فرما کر جلد از جلد رپورٹ بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

درخواست دعا

مکرمہ اہلیہ صاحبہ بشیر محمود خان صاحب بمبئی اپنے دونوں بچوں کی امتحان میں کامیابی کی خوشی میں مبلغ آٹھ روپے بھجواتے ہوئے تحریر کرتی ہیں کہ کسی مناسب پتہ پر اخبار بدر جاری کر دیا جائے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو کامیابی مبارک کرے اور مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

مینیجر بدر